روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
CPL 61
فون 213029

جلد 47-82 نمبر 132
بدھ 12 صفر المظفر 1418ھ 18 احسان 1376ھش 18 جون 1997ء

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

قانون قدرت میں قبولیت دعا کی نظیریں موجود ہیں اور ہر زمانہ میں خدا تعالیٰ زندہ نمونے بھیجتا ہے۔ اسی لئے اس نے (۔) 'فاتحہ' کی دعا تعلیم فرمائی ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کا منشاء اور قانون ہے اور کوئی نہیں جو اس کو بدل سکے۔ (فاتحہ) کی دعا سے پایا جاتا ہے کہ ہمارے اعمال کو اکمل اور اتم کر۔ ان الفاظ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بظاہر تو اشارۃ النص کے طور پر اس سے دعا کرنے کا حکم معلوم ہوتا ہے۔ صراط مستقیم کی ہدایت مانگنے کی تعلیم ہے' لیکن اس کے سر پر (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں) بتا رہا ہے کہ اس سے فائدہ اٹھائیں۔ یعنی صراط مستقیم کے منازل کے لئے قوائے سلیم سے کام لے کر استعانت الٰہی کو مانگنا چاہئے۔ پس ظاہری اسباب کی رعایت ضروری ہے۔ جو اس کو چھوڑتا ہے' وہ کافر نعمت ہے۔ دیکھو! یہ زبان جو خدا تعالیٰ نے پیدا کی ہے اور عروق و اعصاب سے اس کو بنایا ہے۔ اگر ایسی نہ ہوتی' تو ہم بول نہ سکتے۔ ایسی زبان دعا کے لئے عطا کی جو قلب کے خیالات اور ارادوں کو ظاہر کرسکے۔

(ملفوظات جلد اول ص 128)

الفضل فورم میں مکرم راجہ غالب احمد صاحب کی آمد

مورخہ 8 جون 1997ء شام ساڑھے پانچ بجے نظارت اشاعت کے شعبہ سمعی بصری میں الفضل فورم کے اجلاس میں پنجاب ٹیکسٹ بورڈ اور سرگودھا کے ثانوی تعلیمی بورڈ کے سابق چیئرمین محترم راجہ غالب احمد صاحب مہمان خصوصی تھے آپ نے تعلیم اور نصاب تعلیم کے موضوع پر بڑے رواں دواں لہجے میں اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ انہوں نے ماضی اور حال کے حوالے سے موضوع پر ٹھوس علمی رنگ میں روشنی ڈالی۔ اس سے قبل محترم مولانا نسیم سیفی صاحب ایڈیٹر الفضل نے مہمان خصوصی کا تعارف کروایا۔ محترمہ راجہ صاحب کے خطاب کے بعد مکرم پروفیسر منور شمیم خالد صاحب' مکرم خالد احمد صاحب گورایہ پرنسپل نصرت جہاں اکیڈمی ربوہ' مکرم پروفیسر عبدالجلیل قریشی صاحب نے سوالات کئے جن کے مہمان خصوصی نے جوابات عطا کئے۔ آخر میں محترم سیفی صاحب نے مکرم راجہ غالب احمد صاحب اور حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔

درخواست دعا

○ مکرم ملک منور احمد جاوید صاحب نائب ناظر ضیافت گذشتہ دنوں بیمار ہوئے تھے اور کچھ عرصہ فضل عمر ہسپتال میں زیر علاج رہنے کے بعد مزید چیک اپ کے لئے اسلام آباد تشریف لے گئے ہیں۔ خدا کے فضل سے طبیعت پہلے سے بہتر ہے۔ موصوف کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے درخواست دعا ہے۔

○ مکرم ڈاکٹر اختر سعید خان صاحب کا امریکہ میں دل کا بائی پاس اپریشن متوقع ہے۔ موصوف کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے درخواست دعا ہے۔

سانحہ ارتحال

○ مکرم محمد اسحاق عابد صاحب ولد میاں ولی محمد صاحب جو کہ کراچی میں اپنے بیٹے کرنل سلیمان احمد صاحب عابد کے پاس رہائش پذیر تھے کچھ عرصہ سے علیل تھے اور 11۔ جون کو پیٹ میں گلینڈز کا اپریشن ہوا۔ مگر بقضاء الٰہی 13۔ جون 1997ء کو بذریعہ ہارٹ اٹیک' وفات پا گئے۔ موصوف حضرت خانصاحب فرزند علی صاحب کے بھانجے تھے۔ اور مختلف جماعتی عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ 14۔ جون بعد فجر مکرم چوہدری مبارک مصلح الدین احمد صاحب نے بیت المبارک میں جنازہ پڑھایا اور بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی اور محترم صاحبزادہ مرزا حنیف احمد صاحب نے دعا کرائی۔ موصوف کے بلند درجات کے لئے درخواست دعا ہے۔

دعوت الی اللہ کرنا ہر احمدی کا فرض ہے

(حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی)

اگر کسی گھر یا کسی گاؤں کو آگ لگ جائے تو چند لوگ ہی کیا اسے بجھانے کے لئے دوڑتے ہیں۔ یا کیا اس آگ کا بجھانا صرف مردوں تک ہی محدود ہے؟ نہیں بلکہ سب زن و مرد ہی اس آگ کو بجھاتے ہیں اور سب کے سب اس کام کو کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ ان کا چھوٹے سے چھوٹا بچہ بھی جو کہ اس وقت چیخ رہا ہوتا ہے۔ وہ بھی آگ بجھانے میں مصروف ہوتا ہے۔ کیونکہ اس کی چیخیں بھی کئی آدمیوں کو بلا رہی ہوتی ہیں۔ مگر کیا یہ افسوسناک بات نہیں ہے کہ جس گھر کی حقیقت چند مرلہ زمین اور مالیت چند روپے سے زیادہ نہیں ہوتی۔ اسے اگر آگ لگ جائے تو اس کے بجھانے کے لئے تو کیا عورت اور کیا مرد۔ کیا بچہ اور کیا بوڑھا سارے کے سارے لگ جاتے ہیں لیکن اس دنیا میں جو آگ لگی ہوئی ہے۔ اس کے لئے وہ کوشش نہیں کی جاتی جو ایک معمولی سے گھر کے لئے کی جاتی ہے۔

دوسرے لوگوں کو چھوڑ دو اور اپنی طرف نگاہ کرو اور اس بات کو اچھی طرح یاد رکھو۔ ہمارے ذمے یہ فرض ہے کہ ہم ہر وقت (دعوت الی اللہ) میں لگے رہیں۔ تو بہت سے لوگ ہیں جو یہ کافی سمجھتے ہیں کہ ان کو ہم ایک (مربی) بھیج دیں اور وہ خود کچھ نہ کریں۔ میں نے کبھی کسی گھر کے لوگوں کو یہ کہتے نہیں سنا کہ ادھر تو ان کے گھر کو آگ لگی ہوئی ہو اور ادھر وہ چارپائیوں پر باہر بیٹھے ہوئے ہوں اور افسوس کرتے ہوں کہ محلے والے نہ آئے کہ اس آگ کو بجھایا جاتا۔ بے شک وہ افسوس بھی کرتے ہیں لیکن تب جب وہ خود اس کو بجھانے کی پوری کوشش کر رہے ہوں۔ اور اس کام میں ہمہ تن مصروف ہوں مگر ایسا تو کبھی دیکھنے میں نہیں آیا کہ خود تو ہاتھ پاؤں نہ ہلائیں اور سامنے گھر کو آگ لگ رہی ہو اور وہ جل کر خاک سیاہ ہو رہا ہو اور وہ دوسروں پر گلہ کریں کہ محلے والے ہماری مدد کو نہ آئے۔ محلے والے مدد کو کیا آتے۔ جب وہ خود ہی کچھ نہیں کر رہے۔ تو کسی کو کیا احساس ہو سکتا ہے کہ فی الواقع تمہیں اس سے درد پیدا ہو رہا ہے۔ ایسے لوگ اگر خود کچھ کریں تو ہی لوگوں کو پتہ لگ سکتا ہے کہ ان کو اس آگ لگنے کا درد ہے اور وہ مدد کو آسکتے ہیں لیکن یہ سب خود ہی محسوس نہیں کرتے۔ جب خود ہی انہیں اس آگ کا درد نہیں

باقی صفحہ 7 پر

جب تو دعا کے لئے کھڑا ہو تو تجھے لازم ہے کہ یہ یقین رکھے کہ تیرا خدا ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ تب تیری دعا منظور ہوگی۔ اور تو خدا کی قدرت کے عجائبات دیکھے گا۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

یہ یقینی اور سچی بات ہے کہ جو خدا کے ہوتے ہیں خدا ان کا ہوتا ہے

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

روزنامہ الفضل ربوہ	پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ مقام اشاعت: دارالنصر غربی - ربوہ	قیمت 2 روپے 50 پیسے

18- احسان 1376 ہش   18- جون 1997ء

پاکیزگیٔ نفس اور طہارتِ قلب

ہر سوچنے والا شخص جو اپنی زندگی کو بہتر بنانا چاہتا ہے اس کے دل میں یہ سوال ضرور پیدا ہوتا ہے کہ پاکیزگی نفس اور طہارت قلب کس طرح میسر آسکتی ہے کیونکہ زندگی کو بہتر بنانے کے لئے ان دونوں باتوں کی ضرورت ہے۔ عام طور پر سمجھا یہ جاتا ہے کہ اس کا کوئی ایک ہی جواب سب کے لئے تسلی بخش ہوگا۔ ایک شخص کو پاکیزگی نفس کس طرح میسر آتی ہے اور دوسرے کو کس طرح ان دونوں میں فرق ہو سکتا ہے۔ اور یہ فرق اس لئے ہوتا ہے کہ طبائع مختلف ہیں۔ استعدادیں بھی مختلف ہیں۔ اور کہا جا سکتا ہے کہ جذبات اور جذبات کے اظہار کے طریق بھی مختلف ہیں۔ پس یہ کہنا کہ کوئی ایک بات ایسی ہے جو سب کے لئے مفید ثابت ہو سکتی ہے اور سب کو اس پر عمل کرنا چاہئے درست نہیں۔ ہر شخص کو اس کے مطابق بات بتانے کی ضرورت ہے۔ ہمیں یہ بھی تو بتایا گیا ہے کہ جب ہم دوسروں سے بات کریں تو ان کے عقل و فہم کے مطابق بات کریں۔ اور ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ کسی ایک بیماری کا ہر شخص کے لئے ایک علاج نہیں ہو سکتا۔ بیماری تو ایک اظہار ہوتی ہے اور اظہار ہوتی ہے کئی باتوں کا۔ انسان کے اندر کیا کچھ ہو رہا ہے اور وہ کس کس قسم کے نتائج پیدا کر رہا ہے یہ ہر شخص کا معاملہ الگ الگ ہے۔ شائد اسی لئے کہا جاتا ہے کہ ہومیو پیتھی میں بیماری کا نام اتنا اہم نہیں جتنی علامات۔ بیماری کے نام سے تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ جس کو فلاں بیماری ہے اس کے لئے فلاں قسم کا علاج ضروری ہے لیکن بیماری کا اظہار چونکہ مختلف علامات کے مطابق ہوتا ہے اس لئے ہومیو پیتھی میں علامات کو زیادہ اہمیت دی جاتی ہے اور یہی کچھ پاکیزگی نفس اور طہارت قلب کے متعلق کہا جا سکتا ہے۔ ان کی عدم موجودگی بیماری تو ہے لیکن اس بیماری کو علامات کے مطابق زیادہ بہتر طریق پر درست کیا جا سکتا ہے۔ صرف بیماری کا نام لے کر یعنی پاکیزگی نفس طہارت قلب کے نہ ہونے کا ذکر کر کے کوئی ایک بات کہہ دینے سے بات بن نہیں سکتی۔ اور اس سلسلے میں یہ بات بھی یاد رکھنے والی ہے کہ جو کچھ عام طور پر پاکیزگی کے متعلق سمجھا جاتا ہے وہ درست نہیں ہے۔ کسی نے زبان سے کوئی بری بات نہیں کہی۔ یا اس نے کوئی برا عمل نہیں کیا تو ہم عام طور پر اسے اس کی پاکیزگی کا نام دے سکتے ہیں۔ حالانکہ زبان پر بات کا لانا یا کسی عمل کا سرزد ہونا تو ظاہری علامات ہیں۔ ان کے پیچھے کیا کچھ ہے۔ ہو سکتا ہے زبان کو تو بری بات کہنے سے روک لیا گیا ہو لیکن دل اس بات پر اکسا رہا ہو کہ فلاں بات ضرور کہی جائے۔ تو چونکہ پاکیزگی کا مطلب دل کی پاکیزگی ہے اس لئے زبان پر کسی بات کے نہ آنے کے باوجود یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس شخص کو دل کی پاکیزگی حاصل ہے۔ یہی بات عمل کے متعلق کہی جا سکتی ہے۔ کسی کو تھپڑ مارنا چاہتے تھے لیکن نہیں مارا اور ہم نے اسے طہارت قلب کہہ دیا حالانکہ تھپڑ نہ مارنے کے باوجود دل یہی چاہتا رہا کہ تھپڑ لگ جاتا تو اچھا تھا۔ گویا کہ بظاہر عمل تو اچھا ہوا لیکن اس اچھے عمل کے پیچھے طہارت قلب نہیں ہے۔ طہارت قلب ہوتی تو تھپڑ مارنے کا خیال بھی نہیں آتا۔ اور اگر نہیں مارا گیا تھا تو اسے اچھا سمجھا جاتا۔ دل میں یہ خلش باقی نہ رہتی کہ تھپڑ مار ہی لیتے تو اچھا تھا۔

پس جہاں تک عمل کا تعلق ہے وہاں بھی صرف کسی برے عمل کا نہ کرنا پاکیزگی اور طہارت قلب کا باعث نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ پس منظر کچھ اور ہوتا ہے اور پیش منظر کچھ اور۔ پیش منظر تو یہ ہے کہ کوئی بات بھی نہیں کہی۔ برا کام بھی نہیں کیا لیکن پس منظر یہ ہے کہ ان دونوں باتوں کی خواہش دل میں موجود ہے۔ اگرچہ یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ اس خواہش کے بعد اگر بری بات نہیں کی اور برا عمل نہیں کیا تو یہ بھی ایک حد تک اچھی ہی بات ہے لیکن یہ اتنی اچھی بات نہیں جتنی طہارت قلب اور پاکیزگی نفس کا تقاضا ہے۔

پس دیکھنے والی بات یہ ہے کہ ہمارا دل کیا کہتا ہے۔ اگر دل میں برائی نہیں ہے تو زبان پر برائی کا نہ آنا یا برے عمل کا نہ ہونا واقعی پاکیزگی نفس اور طہارت قلب کا اظہار ہے۔ لیکن اگر دل پاکیزہ نہیں ہے۔ دل میں برے برے خیالات آتے ہیں اور جی چاہتا ہے کہ کوئی بری بات کہی جائے یا برا عمل کیا جائے تو بری بات نہ کہنے اور برا عمل نہ کرنے کے باوجود یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس شخص کو پاکیزگی نفس اور طہارت قلب میسر ہے۔

اس ساری بات سے یہ اہم بات سامنے آتی ہے کہ اگرچہ بظاہر بری بات کا نہ کہنا یا برے فعل کا نہ کرنا بھی اچھی بات ہے لیکن اصل اچھی بات یہ ہے کہ دل پاکیزہ ہو اور دل ہرگز یہ نہ چاہے کہ بری بات کی جائے یا برا عمل کیا جائے۔ کہا جا سکتا ہے کہ اس کا لوگوں کو پتہ تو نہیں چلتا کہ دل میں کیا ہے۔ ٹھیک ہے لوگوں کو پتہ نہیں چلتا لیکن خدا تعالیٰ کو تو پتہ چلتا ہے۔ پاکیزگی نفس اور طہارت قلب تو دراصل خدا تعالیٰ کے لئے ہے۔ ہمیں لوگوں کو نہیں بتانا کہ ہمارا نفس کتنا پاک ہے۔ لوگوں کو تو ہماری باتیں اور ہمارے عمل ہی ظاہر ہوں گے ظاہراً طور پر نظر آئیں گے۔

پس خدا تعالیٰ کی پسندیدگی کے لئے اور اس کی رضاء حاصل کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ دل کی پاکیزگی حاصل کی جائے۔ زبان اور اعمال کی بھی پاکیزگی ہو لیکن ان سے آگے بڑھ کر دل کی پاکیزگی حاصل کی جائے۔ اپنے دل کو ایسا بنانے کی کوشش کی جائے کہ وہ بری بات کہنے پر آمادہ ہی نہ ہو۔ اور برا عمل اسے حقیقی طور پر برا لگے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

خلوصِ نیت سے کام کر کے ہَوا کے کاندھوں پہ ڈال دینا
جو سعیٔ مشکور سے ملا ہے وہ ریزہ ریزہ اچھال دینا
خدا نہ توفیق دے تو کوئی قدم قدم بھی نہ چل سکے گا
تمہیں نے مارا ہے تیر کوئی' یہ بات دل سے نکال دینا
جسے بھی رفعت ملی ہے اس نے سمجھ لیا ہے مقام اپنا
ہر ایک جذبہ جو ہو سکے تو وفا کے سانچے میں ڈھال دینا

ابوالاقبال

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

ہاں سچ بات ہے کہ عقل بھی بے سود اور بے فائدہ نہیں اور ہم نے کب کہا ہے کہ بے فائدہ ہے۔ مگر اس بدیہی صداقت کے ماننے سے ہم کس طرح بھاگ سکتے ہیں کہ مجرد عقل اور قیاس کے ذریعہ سے ہمیں وہ کامل یقین کا سرمایہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ کہ جو عقل اور الہام کے اشتمال سے حاصل ہوتا ہے۔ اور نہ لغزشوں اور غلطیوں اور خطاؤں اور گمراہیوں اور خود پسندیوں اور خود بینیوں سے بچ سکتے ہیں۔ اور نہ ہمارے خود تراشیدہ خیالات خدا کے پرزور اور پر جلال اور پر رعب حکم کی طرح جذبات نفسانی پر غالب آ سکتے ہیں۔ اور نہ ہمارے طبعزاد تصورات اور خشک تخیلات اور بے اصل توہمات ہم کو وہ سرور اور خوشی اور تسلی اور تشفی پہنچا سکتے ہیں کہ جو محبوب حقیقی کا دلآویز کلام پہنچاتا ہے۔ تو پھر کیا ہم ایک اکیلی عقل کے پیرو ہو کر ان تمام نقصانوں اور زیانوں اور بدبختیوں اور بد نصیبیوں کو اپنے لئے قبول کریں۔ اور ہزارہا بلاؤں کا اپنے نفس پر دروازہ کھول دیں۔ عاقل انسان کسی طرح اس مہمل بات کو باور نہیں کر سکتا کہ جس نے کامل معرفت کی پیاس لگا دی ہے اس نے پوری معرفت کا لبالب پیالہ دینے سے دریغ کیا ہے اور جس نے آپ ہی دلوں کو اپنی طرف کھینچا ہے اس نے حقیقی عرفان کے دروازے بند کر رکھے ہیں۔ اور خدا شناسی کے تمام مراتب کو صرف فرضی ضرورت پر خیال دوڑانے میں محدود کر دیا ہے۔

کیا خدا نے انسان کو ایسا ہی بدبخت اور بے نصیب پیدا کیا ہے کہ جس کامل تسلی کو خداشناسی کی راہ میں اس کی روح چاہتی ہے اور دل تڑپتا ہے اور جس کے حصول کا جوش اس کی جان و جگر میں بھرا ہوا ہے اس کے حصول سے اس دنیا میں اس کو بکلی یاس اور ناامیدی ہے۔ کیا تم ہزارہا لوگوں میں سے کوئی بھی ایسی روح نہیں کہ اس بات کو سمجھے کہ جو معرفت کے دروازے صرف خدا کے کھولنے سے کھلتے ہیں وہ انسانی قوتوں سے کھل نہیں سکتے اور جو خدا کا آپ کہنا ہے کہ میں موجود ہوں اس سے انسانوں کے صرف قیاسی خیالات برابر نہیں ہو سکتے۔ بلاشبہ خدا کا اپنے وجود کی نسبت خبر دینا ایسا ہے کہ گویا خدا کو دکھلا دیتا ہے مگر صرف قیاسا انسان کا کہنا ایسا نہیں ہے اور جب کہ خدا کے کلام سے کہ جو اس کے وجود خاص پر دلالت کرتا ہے ہمارے عقلی خیالات کسی طرح برابر نہیں ہو سکتے تو پھر تکمیل یقین کے لئے کیوں اس کے کلام کی حاجت نہیں؟ کیا اس صریح تفاوت کو دیکھنا تمہارے دل کو ذرا بھی بیدار نہیں کرتا۔ کیا ہمارے کلام میں کوئی بھی ایسی بات نہیں کہ جو تمہارے دل پر موثر ہو۔ اے لوگو اس بات کے سمجھنے میں کچھ بھی دقت نہیں کہ عقل انسانی مغیبات کے جاننے کا آلہ نہیں ہو سکتی۔ اور کون تم میں سے اس بات کا منکر ہو سکتا ہے کہ جو کچھ بعد فوت کے پیش آنے والا ہے وہ سب مغیبات میں ہی داخل ہے۔ مثلاً تم سوچو کہ کسی کو واقعی طور پر کیا خبر ہے کہ موت کے وقت کیونکر انسان کی جان نکلتی ہے اور کہاں جاتی ہے اور کون ہمراہ لے جاتا ہے۔ اور کس مقام میں ٹھہرائی جاتی ہے اور پھر کیا کیا معاملہ اس پر گزرتا ہے۔ ان سب باتوں میں عقل انسانی کیونکر قطعی فیصلہ کر سکے۔ قطعی طور پر تو انسان تب فیصلہ کر سکتا کہ جب ایک دو مرتبہ پہلے مر چکا ہوتا۔ اور وہ راہیں اسے معلوم ہوتیں جن راہوں سے خدا تک پہنچتا تھا اور وہ مقامات اسے یاد ہوتے جن میں ایک عرصے تک اس کی سکونت رہی تھی۔ مگر اب تو نری اٹکلیں ہیں۔ گو ہزار احتمال نکالو موقعہ پر جاکر تو کسی عاقل نے نہ دیکھا۔ اس صورت میں ظاہر ہے کہ ایسے بے بنیاد خیالات سے آپ ہی تسلی پکڑنا ایک طفل تسلی ہے۔ حقیقی تسلی نہیں ہے۔ اگر تم محققانہ نگاہوں سے دیکھو تو آپ ہی شہادت دو کہ انسان کی عقل اور اس کا کانشنس ان سب امور کو علی وجہ الیقین ہرگز دریافت نہیں کر سکتا۔ اور صحیفہ قدرت کا کوئی صفحہ ان امور پر یقینی دلالت نہیں کرتا۔ دور دراز کی باتیں تو ایک طرف رہیں اول قدم میں ہی عقل کو حیرانی ہے کہ روح کیا چیز ہے اور کیونکر داخل ہوتی ہے اور کیونکر نکلتی ہے ظاہرا تو کچھ نکلتا نظر نہیں آتا۔ اور نہ داخل ہوتا نظر آتا ہے۔ اور اگر کسی جاندار کو وقت نزع جان کسی شیشے میں بند کر دو تب بھی کوئی چیز نکلتی نظر نہیں آتی اور اگر بند شیشے کے اندر کسی مادہ میں کیڑے پڑ جائیں تو ان روحوں کے داخل ہونے کا بھی کوئی راہ دکھائی نہیں دیتا۔ انڈے میں اس سے بھی زیادہ تعجب ہے کس راہ سے روح پرواز کر کے آتی ہے۔ اور اگر بچہ اندر ہی مرجائے تو کس راہ سے نکل جاتی ہے؟ کیا کوئی عاقل اس معمہ کو صرف اپنی ہی

باقی صفحہ 7 پر

ماہنامہ الہدیٰ آسٹریلیا۔ مارچ 1997ء

سیرت حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب کا جامع بیان۔

"حضرت بانی سلسلہ نہایت رؤف و رحیم تھے۔ سخی تھے، مہمان نواز تھے...... عفو چشم پوشی، خاکساری، وفاداری، سادگی...... ایفائے عہد، حسن معاشرت، وقار...... خوش روئی اور کشادہ پیشانی آپ کے ممتاز اخلاق تھے۔

میں نے حضرت بانی سلسلہ کو اس وقت دیکھا جب میں دو برس کا بچہ تھا۔ پھر آپ میری ان آنکھوں سے اس وقت غائب ہوئے جب میں ستائیس سال کا جوان تھا مگر میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے آپ سے بہتر، آپ سے زیادہ خوش اخلاق، آپ سے زیادہ نیک، آپ سے زیادہ بزرگانہ شفقت رکھنے والا کوئی شخص نہیں دیکھا۔ آپ ایک نور تھے جو انسانوں کے لئے دنیا پر ظاہر ہوا اور ایک رحمت کی بارش تھے جو ایمان کی لمبی خشک سالی کے بعد اس زمین پر برسی اور اسے شاداب کر گئی۔"

دوستوں کے لئے ایثار اور شفقت و محبت کا ایک واقعہ حضرت بانی سلسلہ کے ایک رفیق اس طرح بیان کرتے ہیں:۔

"میں حضرت بانی سلسلہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ گرمیوں کا موسم تھا۔ میں نے گھڑوں کی طرف نظر اٹھائی۔ حضرت صاحب نے فرمایا آپ کو پیاس لگی ہے؟ یہ فرما کر آپ بالاخانہ سے نیچے تشریف لے گئے اور پانی کا گلاس لائے۔ پھر فرمایا ذرا ٹھہریئے! مجھے یاد آیا یہ کہہ کر پھر نیچے تشریف لے گئے اور دو بوتلیں شربت کی لائے۔ فرمایا یہ ہمیں تحفے میں آئی تھیں اور ہم نے نیت کی تھی کہ پہلے کسی دوست کو پلائیں گے۔ اب آپ کے آنے پر مجھے وہ بات یاد آئی۔ یہ فرما کر شربت کا گلاس بنا کر دیا۔ میں نے عرض کی کہ حضرت صاحب اس میں سے کچھ پی لیں۔ آپ نے ایک گھونٹ پی لیا۔ پھر فرمایا اچھا ایک بوتل آپ لے لیں اور ایک بوتل باقی دوستوں کو پلائیں۔ ان دو بوتلوں میں حضرت صاحب نے بس وہی ایک گھونٹ شربت کا پیا۔ اللہ اللہ کیا بے نفسی، للہیت، ایثار، دوست پروری اور مہمان نوازی ہے۔"

(مضامین مظہر صفحہ 22)

اپنے دوستوں کی خدمت ایثار اور مہمان نوازی کا ایک واقعہ مولانا مفتی محمد صادق صاحب بیان فرماتے تھے کہ ایک دفعہ میں گورداسپور سے ایک خط لے کر حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور دھوپ سخت تھی۔ رات کو بھی سو نہ سکا تھا۔ حضرت بانی سلسلہ نیچے کمرے میں تشریف فرما تھے۔ آپ مجھ سے خط لیتے ہی شربت لینے گھر تشریف لے گئے۔ گرمی اور کوفت کی وجہ سے میں اونگھ گیا اور وہیں لیٹ گیا۔ تھوڑی دیر بعد کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت پنکھا جھل رہے ہیں۔ (اللہ اللہ پیرو مرشد اور مرید کا یہ تعلق)۔

مفتی صاحب فرماتے ہیں میں اٹھ بیٹھا۔ بہت شرمندہ ہوا۔ آپ بہت پیار سے فرمانے لگے "تھکے ہوئے تھے سو جاؤ اچھا ہے" میں نے عذر کیا پھر آپ نے وہ شربت دیا اور میں پی کر گھر چلا آیا۔

(سیرت عرفانی سوم۔ صفحہ 24)

حضرت بانی سلسلہ (قوم کا سردار ان کا خادم ہوتا ہے) کی عملی مثال تھے۔ پیرو مرشد اور

باقی صفحہ 7 پر

قرارداد تعزیت بروفات حضرت سیدہ بشریٰ مہر آپا حرم

حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی

منجانب مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان

مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ پاکستان کا یہ خصوصی اجلاس حضرت سیدہ بشریٰ مہر آپا حرم حضرت امام جماعت الثانی کی وفات پر حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع، حضرت امام جماعت الثانی کی اولاد، خاندان حضرت بانی سلسلہ اور خاندان حضرت ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب کی خدمت میں دلی تعزیت کا اظہار کرتا ہے۔

حضرت سیدہ مہر آپا 7۔ اپریل 1919ء کو محترم سید عزیز اللہ شاہ صاحب کے ہاں پیدا ہوئیں۔ حضرت سیدہ موصوفہ حضرت ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب کی پوتی تھیں۔ آپ حضرت سیدہ ام طاہر کی وفات کے بعد خدائی بشارات کے موافق 24۔ جولائی 1944ء کو حضرت امام جماعت الثانی کے حرم میں آئیں۔ حضرت امام ثانی نے آپ کے بارے میں ایک رؤیا دیکھا کہ "ایک فرشتہ آواز دے رہا ہے کہ مہر آپا کو بلاؤ"

(الفضل یکم اگست 1944ء)

چنانچہ جب آپ حضرت امام جماعت الثانی کے نکاح میں آئیں تو خاندان حضرت بانی سلسلہ اور جماعت میں "مہر آپا" کے نام سے مشہور ہوئیں۔ حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی نے اپنے خطبہ نکاح میں خدائے عزوجل کی درگاہ میں آپ کے لئے دعا کی کہ "غریبوں اور مسکینوں کے لئے ہمدرد اور مہمانوں کے لئے خبر گیر ہو اور (دین حق) کی خدمت میں اپنی زندگی خرچ کرنے والی ہو" (بحوالہ تاریخ احمدیت جلد 10 صفحہ 186)

چنانچہ خدائے رحیم نے اس دعا کو شرف قبولیت بخشا اور آپ کی ساری زندگی غریبوں کی مدد کرنے، مسکینوں کا خیال رکھنے اور یتیموں اور بیواؤں سے دلی ہمدردی اور محبت کرنے میں گزری۔ جماعتی امور میں بھی آپ نے شاندار خدمات سرانجام دیں۔ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے کاموں میں مختلف حیثیتوں سے حصہ لیا اور لمبا عرصہ نائب صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ رہیں۔

آپ نہایت متقی پرہیزگار اور فنافی اللہ وجود تھیں اور اپنا سب کچھ خدا کی راہ میں فدا کر دینے والی تھیں۔ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے 23۔ مئی 97ء کے خطبہ میں حضرت سیدہ موصوفہ کے اوصاف حمیدہ کا تذکرہ فرمایا اور جرمنی میں تعمیر ہونے والی سو بیوت الذکر کی تحریک میں آپ کی طرف سے آپ کے ترکہ میں سے تین لاکھ جرمن مارک دینے کا اعلان فرمایا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ حضرت سیدہ مہر آپا کو جنت میں بلند درجات عطا فرمائے اور ہر آن آپ کی رفعتوں میں اضافہ ہوتا چلا جائے۔ امین۔

صاحبزادہ مرزا مجید احمد ایم۔اے

نسلوں کا تفاوت (جنریشن گیپ)

ایک عزیز جو غیر ملک میں مقیم ہیں اور جنہیں اپنی اولاد جو بلوغت کی عمر میں داخل ہو رہی ہے کی وجہ سے پریشانی ہے کے خط نے اس مسئلہ کی طرف توجہ مبذول کروائی۔ اب جب کہ ٹیلی ویژن کی یلغار ہر ملک پر سیلاب کی طرح امڈی چلی آرہی ہے۔ کہیں زیادہ کہیں کم۔ یہ مسئلہ اب صرف غیر ممالک میں بسنے والے والدین کے لئے ہی پریشانی کا موجب نہیں بلکہ اس کے اثرات تمام دنیا اور تمام سوسائٹیوں میں پائے جانے شروع ہو گئے ہیں اور والدین بجاطور پر پریشان ہیں۔ سوال یہ اٹھتا ہے کہ اس سے کس طرح نمٹا جائے یا پھر مشہور مثل کی طرح اپنا سر ریت میں دبا کر یا آنکھیں بند کر لینے سے کہ شاید یہ خطرہ خود بخود ٹل جائے۔ خطرات کبھی بھی خود بخود نہیں ٹلا کرتے۔ کوئی نہ کوئی تدبیر ہی کرنی پڑتی ہے۔

اول تو یہ بات سمجھنے والی ہے کہ نئی نسل ہمیشہ سے ہی پہلی نسل سے کچھ نہ کچھ ضرور اپنے خیالات' عادات' اطوار یہاں تک کہ لباس میں بھی مختلف ہوتی ہے۔ اس سے آنکھیں بند کر لینے یا اس حقیقت کے انکار سے یہ حقیقت بدل نہیں جائے گی۔ جس طرح انسان کی زندگی میں ایک تبدیلی کا عمل جاری ساری رہتا ہے اور آج کا انسان کئی ایک لحاظ سے آج سے ایک صدی پہلے کے انسان سے مختلف ہے۔ یہ نہیں کہ پہلے اس کی ایک آنکھ ہوتی تھی اور اب دو ہو گئی ہیں۔ مگر صحت یا اوسط عمر کے لحاظ سے ہی لے لیں۔ پہلے اوسط عمر کوئی 30 چالیس برس ہوتی تھی۔ اب ساٹھ سے تجاوز کر گئی ہے۔ پہلے اگر کسی کو سل ہو جاتی تو اس کا زندہ بچ رہنا ایک معجزہ سے کم نہ ہوتا اور آج نوے فیصد لوگ اس موذی مرض سے بچ نکلتے ہیں۔ پہلے برف کے ٹھنڈے پانی تک کی رسائی چند لوگوں تک محدود تھی آج ایک چھوٹے سے چھوٹے قصبہ میں ٹھنڈا پانی کیا یخ بستہ قسم قسم کے مشروب دستیاب ہیں جو سفر پہلے دنوں میں طے ہوتا تھا اب چند گھنٹوں کی مار ہے اور گزشتہ لوگوں کا تصوراتی اڑن کھٹولہ آج حقیقت بن چکا ہے۔ دنیا سمٹ کر ایک قصبہ کی حیثیت اختیار کر چکی ہے۔ غرض صنعتی انقلاب کے بعد جو تبدیلیاں پہلے صدیاں گزرنے پر رونما ہوتی تھیں وہ آج روزمرہ کا معمول بن گئی ہیں۔ ہر شعبہ زندگی میں انقلاب آگیا ہے اور یہ انقلاب ہر روز برپا ہو رہا ہے۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ اس انقلاب سے لوگوں کی زندگیاں اور ان کے خیالات متاثر نہ ہوں۔

آج سے ایک صدی بلکہ اس سے بھی کم عرصہ میں جب جو چند لوگ یورپ جاتے اور واپس آکر وہاں کے حیران کن حالات بتاتے تو لوگ انہیں اگر جھوٹ نہیں تو مبالغہ ضرور تصور کرتے۔ لیکن آج ٹیلی ویژن کی بدولت یہ طلسماتی دنیا ایک جھونپڑی میں رہنے والے انسان کے سامنے ایک کھلی اور متحرک تصویر کی صورت میں میسر ہے اور یہ اسے کسی نہ کسی رنگ میں متاثر کئے بغیر نہیں چھوڑتی۔ وہ ناچ اور گانا جو کبھی راجوں مہاراجوں کی پہنچ میں ہی ہوتا تھا آج وہ ہر روز ٹیلی ویژن کی سکرین پر ہر کس وناکس کو دیکھنے کو ملتا ہے۔

اب ان حالات کی موجودگی میں نئی نسل جن کا خون پرانی نسل کے مقابلہ میں زیادہ گرم اور ان کے جذبات زیادہ برانگیخت ہونے والے ہوتے ہیں جو ایک کمزور سی لو سے ہی بھڑک اٹھتے ہیں کا متاثر نہ ہونا ایک ناممکن امر ہے۔ یہ بھی ایک ناممکن بات ہے کہ آپ دنیا میں جو نئی نئی ایجادات ہو رہی ہیں ان کا دروازہ اپنی اولاد پر کلیتًا بند کر دیں۔ یہ تو ناممکن ہے کہ آپ اپنے گھر سے ہی ٹیلی ویژن کا جنازہ نکال دیں۔ اگر ایسا کریں گے تو آپ اس سے بڑھ کر ایک اور جن بوتل سے نکال لیں گے کہ آپ کی اولاد آپ سے چھپ چھپ کر کسی اور جگہ جا کر یا پھر Blue Films کے کاروبار کرنے والوں کے ہتھے چڑھ جائے گی اور آپ کو اس کا علم اس وقت ہو گا جب پانی سر سے گزر چکا ہو گا۔ ایسا مشاہدہ میں کم ہی آیا ہے کہ ایسا عمل کرنے والوں کی اولاد کبھی بھی اس عمل کی وجہ سے دوسروں کی اولاد سے بہتر نظر آتی ہو۔ اگر ہوتی بھی تو اس کی پشت پر کوئی اور عوامل ہوتے ہیں نہ کہ ان چیزوں کے دروازے بند کرنے کی وجہ سے پیدا ہوئی ہوتی ہے۔ پھر اکثر دیکھنے میں آیا ہے ایسے بچے جوں ہی اپنے والدین کی براہ راست نگرانی سے نکل کر باہر کی دنیا میں قدم رکھتے ہیں تو اس یلغار میں یوں بہتے نظر آتے ہیں جس طرح ایک تنکا تند اور تیز دریا کی لہروں میں ڈوبتا ابھرتا نظر آتا ہے۔ ان کی خود اپنی کوئی بھی سمت نہیں رہتی۔ وہ دھارے کے ساتھ ساتھ بہنا شروع کر دیتے ہیں۔ ایک باشعور اور دنیا کی اونچ نیچ کو سمجھنے والے نوجوان کے مقابلہ میں ایسے نوجوانوں کا حشر آپ ذرا باہر جا کر دیکھیں کہ کیا ہوتا ہے۔ وہ اس طرح اس تہذیب پر گرتے ہیں کہ گدھ بھی کیا مردار پر گرتی ہو گی۔ وہ اپنی مذہبی اور معاشرتی قدروں کو یوں روندتے ہیں کہ دیکھ کر شرم آتی ہے۔ یا وہ پھر اپنے اردگرد ایک ایسا حصار باندھ لیتے ہیں جو انہیں ہر قسم کے جدید اور مثبت رجحانات سے بھی اندھیرے میں قید کر دیتا ہے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ نئی نسل کی تربیت میں کیا اقدام اٹھائے جائیں کہ یہ Generation Gap مثبت پہلو میں پروان چڑھے۔ بچہ جب پیدا ہوتا ہے اسے نہ نیکی کا پتہ ہوتا ہے اور نہ بدی کا۔ اس کی سلیٹ بالکل صاف ہوتی ہے۔ اب یہ والدین اساتذہ اور معاشرہ ہی ہوتے ہیں جو ان کے مستقبل کے راستوں کی نشاندہی کرتے ہیں۔ ان سب میں سے اول ماں کا کردار ہوتا ہے۔ تبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ شادی کے وقت جو سب سے اہم امر ہے وہ زوج کی نیکی اور تقویٰ ہے جو قائم رہتا ہے باقی سب چیزیں آنی جانی ہیں اس لئے انتخاب میں اولیت نیکی اور تقویٰ کو دو۔ اگر ماں بچے کی صحیح تربیت کرنے کی اہلیت نہیں رکھتی تو پہلی اینٹ ہی ٹیڑھی رکھ دی گئی ہے جو آگے عمارت پر اثر انداز ہو گی۔ عموماً دیکھنے میں آیا ہے کہ اگر ماں نہ صرف نیک بلکہ اچھی تربیت دینے والی ہو اور باپ خواہ اس معیار پر نہ بھی اترے تو بھی اولاد نیک اور صالح نکلتی ہے۔ جن Basic امور پر توجہ دینے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ان میں سب سے اول سچائی۔ اپنے اوپر بھروسہ اور نیکی اور بدی میں تمیز کرنے کی صلاحیت ہے۔ پھر ماں باپ اگر خود اچھے نمونہ کا مظاہرہ نہیں کرتے تو پھر آگے چل کر سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہو جائے بچے کا کردار کا صحیح خطوط پر اٹھنا بڑا ہی مشکل ہوتا ہے۔ حضرت اماں جان فرمایا کرتی تھیں کہ ماں کو اپنے پہلے بچہ پر بہت توجہ دینی چاہئے کیونکہ اگر وہ اچھا نکلے تو پھر باقی بچوں کے لئے ایک نیک نمونہ بن جاتا ہے اور بعد میں آنے والے بہن بھائی بڑے بھائی یا بہن کی نقل کرتے ہیں کیونکہ ان کا بیشتر وقت اس کے ساتھ کھیلنے میں گزرتا ہے اور اس دوران وہ بہت کچھ سیکھ رہے ہوتے ہیں جبکہ ماں کے پاس پھر زیادہ وقت دینے کے لئے نہیں بچتا۔ اکثر مشاہدہ میں آیا ہے کہ جس طرح بچے اپنی ماں کے قریب ہوتے ہیں اور اس سے اپنے ذاتی معاملات پر بات کر لیتے ہیں وہ ویسے اپنے باپ سے بالعموم نہیں کر پاتے۔ باپ کے پاس وہ اتنا وقت نہیں گزارتے جتنا ماں کے پاس گزارتے ہیں۔ جب بچے بڑے ہو جائیں تو پھر باپ کو بھی چاہئے کہ وہ ان کے مشاغل میں دلچسپی لے۔ جو باپ اپنے بیٹوں کے مشاغل میں حصہ لیتے ہیں اور ان کی Hobbies میں دلچسپی لیتے ہیں ان میں اتنی دوری نہیں ہوتی جتنی بالعموم دیکھنے میں آتی ہے۔

بچہ جب بلوغت میں قدم رکھتا ہے تو وہ بالعموم باپ کو ایک ساتھی کے طور پر نہیں بلکہ ایک مدمقابل کی صورت میں دیکھنا شروع کر دیتا ہے سوائے اس کے کہ باپ اس مرحلہ پر آکر سمجھ داری سے کام لیتے ہوئے اپنے بیٹے کو دوست کی صورت میں نظر آئے جو اس کے نئے نئے اٹھنے والے جذبات اور ہیجانات کو ایک دوست کی حیثیت سے دیکھے نہ کہ صرف ایک ناصح کی حیثیت سے۔ اس مرحلہ پر آکر بچہ صرف یہ سننا نہیں چاہتا کہ بس یہ بات غلط ہے یا یہ کہ ہمارا معاشرہ یا ہماری تہذیب یا مذہب اس کی اجازت نہیں دیتا۔ وہ سمجھنا چاہتا ہے کہ کیوں۔ وہ جاننا چاہتا ہے کہ جو جسمانی اور ذہنی تبدیلیاں اس میں پیدا ہو رہی ہیں اور جو ہیجان پیدا کرنے والے جذبات ابھر رہے ہیں ان کا کہاں استعمال جائز ہے اور کہاں غلط اور جہاں غلط ہے وہ کیوں غلط ہے۔ بدقسمتی سے اس نہایت ہی اہم موڑ پر بالعموم والدین کا جو ردعمل ہوتا ہے وہ مثبت نہیں ہوتا۔ جس کے نتیجہ میں جو دوری ابھی ایک چھوٹے سے پاٹ کی حیثیت رکھتی ہے وہ وسیع ہو کر ایک خلیج کی صورت اختیار کر لی ہے اور اولاد اور والدین

ایک اچھی بات

جو شخص اپنے آپ کو خدا تعالیٰ پر قربان کر دیتا ہے خدا تعالیٰ اس سے محبت کرتا ہے اس کی ہر جگہ اور ہر حالت میں اور ہر شر اور مصیبت میں حفاظت کرتا ہے۔

کے درمیان جو یگانگت ہونی چاہئے وہ تقابل کی صورت میں بدل جاتی ہے۔ یہ بڑا ہی خطرناک موڑ ہے اور اس سے ڈرنا چاہئے۔ بلوغت میں داخل ہونے اور بلوغت کو پہنچنے والے بچوں کے والدین کا اتنا ہی کام ہے کہ وہ اپنی اولاد کو صحیح راستہ کی طرف بڑے پیار اور محبت سے راہنمائی کر دیں۔ اس مرحلہ پر اگر آپ نے اپنی مرضی اور اپنے خیالات ان پر ٹھونسنے کی کسی طرح بھی کوشش کی تو یہ نہ بچے کے حق میں اور نہ ہی والدین کے حق میں مفید ہو گی۔

دوسری طرف والدین بالعموم بچوں کو جب وہ بڑے بھی ہو جاتے ہیں چھوٹا اور ناسمجھ ہی سمجھتے ہیں۔ مجھے تاریخ پڑھ کر حیرت ہوتی ہے کہ جب دیکھتا ہوں کہ محمد بن قاسم نے اٹھارہ سال کی عمر میں سندھ فتح کر لیا تھا۔ آپ مشہور اولیا کرام۔ بڑے بڑے عالم اور محدثوں کے حالات زندگی پڑھیں وہ کس طرح کم عمری کی حالت میں اپنا گھر بار چھوڑ کر علم' حق' سچائی اور ودیان کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے تھے۔ حضرت مولانا نور الدین کی حیات نور الدین کو پڑھیں کس طرح وہ اوائل عمر میں ہی علم کی تلاش میں کہاں کہاں نہیں پھرے اور والد نے انہیں نصیحت کی کہ علم کی تلاش میں تم اتنی دور چلے جانا کہ ہماری وفات تک کا بھی تمہیں علم نہ ہو سکے تاکہ حصول علم میں اس وجہ سے کوئی رخنہ پیدا نہ ہو۔ ہم میں سے کتنے ہیں کہ جن کا ایسا دل گردہ ہو۔ آج کی دنیا میں جہاں فاصلے سمٹ کر رہ گئے ہیں ہم اپنے بچوں کو اکیلے کراچی تک بھجوانے میں تامل کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اب نور الدین پیدا نہیں ہوتے۔ اسی لئے محمد بن قاسم اور طارق جیسے وجودوں سے ہماری دنیا محروم ہوتی جا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا بھی ارشاد ہے کہ دنیا کی سیر کرو کہ اس جیسا استاد تمہیں کہیں نہ ملے گا۔

Generation Gap دور کرنے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ بڑھتے ہوئے بچوں کو والدین کی توجہ اور محبت کی کمی کا احساس کبھی نہیں ہونے دینا چاہئے۔ اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ ادھر نئے بچہ نے گھر میں قدم رکھا تو ماں باپ کی تمام توجہ نومولود کی طرف مرکوز ہو جاتی ہے بچے ہر وقت ماں باپ کی توجہ اور محبت کے بھوکے ہوتے ہیں گو اس کے اظہار میں فرق آسکتا ہے۔ آپ پنگھوڑے کے بچے کو چومتے چاٹتے ہیں جو ایک بارہ چودہ سال کے بچے سے نہیں کرتے مگر بچے کی حسیں بڑی تیز ہوتی ہیں وہ محسوس کر لیتے ہیں کہ وہ اب ماں باپ کی توجہ کا مرکز نہیں رہے۔ لیکن اگر والدین سمجھ دار ہوں تو وہ اپنے پیار کا اظہار اور طریقوں سے بھی کر سکتے ہیں جس سے ان کی بھوک تسکین پا سکے ان سے پھر آپ دوستی کا رنگ اختیار کر لیتے ہیں۔ ان کے سکول ان کے دوستوں ان کے مشاغل

باقی صفحہ 7 پر

یادرفتگان

محترم نور احمد صاحب المعروف میاں کالو صاحب

فضل بی بی

میرے والد بزرگوار نور احمد ضلع لودھراں موضع راجہ پور ایک گاؤں میں میاں محمد رمضان قوم کھرل کے غریب گھرانے میں پیدا ہوئے۔ تاریخ پیدائش مجھے معلوم نہیں ہو سکی۔ یہ تین بھائی تھے بڑے کا نام میاں خدا بخش اور والد بزرگوار کا نام دادی صاحبہ سے ہی سنا تھا کہ قادر بخش تھا۔ لیکن بچپن میں کالو کہلائے اور چھوٹے کا نام اللہ بخش تھا ، جب سترہ اٹھارہ سال کا ہوا کچھ سوجھ بوجھ آئی اور احمدیت کا چرچا ادھر ادھر سنا۔

میرے اندر ہدایت کی شمع روشنی دینے لگی۔ میں احمدی بزرگوں سے ملا۔ حقیقت احمدیت اور سچائی معلوم کر کے بفضل خدا احمدی ہو گیا۔ اس وقت کوئی احمدیہ بیت نہ تھی احمدی افراد سب اکٹھے ہو کر گھروں میں جمعہ پڑھتے اور باجماعت عبادات ادا کرتے۔ لوگوں نے بہت شور مچایا۔ میرے والد صاحب کو بہت تنگ کیا اکسایا عاق کرانے کی بڑی کوشش کرتے رہے۔

اب دوسری جنگ عظیم شروع ہو چکی تھی۔ انگریز جبراً بھرتی کر رہے تھے۔ لوگ ڈر کے مارے چھپتے پھرتے۔ رات گئے گھر لوٹتے۔ میرے چھوٹے بھائی اللہ بخش کو بھرتی کر لیا گیا۔ میری والدہ محترمہ گھبراتی غمگین ہوتی کہ یہ سادھو ہے ان پڑھ اور کمسن ہے۔ گھبرایا ہوا ہے۔ اس کو چھڑا کر میں نے خود کو پیش کر دیا۔ کہ پڑھا لکھا نوجوان ہوں اور ہشیار۔ خوشی سے جانے کو تیار ہوں۔ لیکن میری بیوی فوت ہو گئی ہے اور میرے تین بچے دو بیٹے اور ایک بیٹی جو صرف نو ماہ کی ہے (اور وہ بیٹی جو صرف نو ماہ کی تھی وہ یہ خاکسارہ ہے جو اپنے والد صاحب کے حالات لکھ رہی ہے) غرض والد صاحب کہتے تھے کہ میں نے گورنمنٹ سے درخواست کی۔ بچوں کی پرورش کی ذمہ دار میری والدہ صاحبہ اور میرے بڑے بھائی صاحب ہیں مجھے کچھ خرچ کے لئے معاوضہ دیا جائے۔ تامیں بچوں کے لئے چھوڑ جاؤں۔ گورنمنٹ کی طرف سے کچھ مجھے معاوضہ مل گیا۔ اور میں چلا گیا جو لوگ میری احمدیت کی وجہ سے دشمن بنے ہوئے تھے ان کے دل ٹھنڈے ہوئے۔ میری والدہ صاحبہ سخت پریشان تھیں۔ رنگروٹ ہونے سے قبل میں نے والدہ صاحبہ کو ایک خواب سنائی تھی کہ میرے پر ہیں میں اڑ کر ایک پہاڑ پر جا بیٹھا ہوں۔ کچھ عرصہ کے بعد اڑتا ہوا میں گھر آگیا ہوں۔ جب رخصت ہوا تو والدہ صاجبہ کو تسلی دی کہ اگر خدا نے چاہا اور زندگی باقی رہی تو گھر آجاؤں گا۔ آخر کار جنگ ختم ہو گئی۔

پھر فرماتے ہیں ہم سب بھرتی ہونے والے خیموں میں بند رہتے تھے سخت پہرہ لگا رہتا تھا۔ انگریزوں کا وعدہ تھا کہ جب جنگ ختم ہو گی تو ان سب بھرتی ہونے والے لوگوں کو جو زندہ بچ رہے ان کو وطن پہنچا دیں گے۔ مگر ابھی راستے بند تھے دروں پر اور مورچوں پر فوجیں وجود تھیں۔ میں سوچتا تھا کہ خدا جانے کب تک ہمیں یہاں رکھا جائے گا۔ اور کب یہ ہند پنجاب ہمیں چھوڑ آئیں گے۔ لہٰذا میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا رہا کہ مجھے ہمت اور توفیق عطا کر دے تا نیک کام کر سکوں ایک دن اللہ تعالیٰ پر توکل کر کے میں اور میرا ایک ساتھی جو پاکپتن کا تھا رات کے ٹائم جب سنتری پہرہ والا ایک جانب چلا تو دوسری جانب خیمہ کی چھاؤں میں ہم دونوں نکل کر بھاگ گئے۔ پہرہ والے کو شبہ ہوا فائر کئے گئے گولیاں برساتے رہے جو ہمارے سروں پر گزرتی رہیں پولیس کے آدمی تعاقب کرتے رہے اندھیری رات تھی ہمیں کوئی پتہ نہیں تھا کہ مشرق کی جانب جا رہے ہیں یا مغرب کی۔ خیر تقریباً آدھی رات ایک پہاڑ پر چڑھ گئے۔ سکون ہوا تو نفل ادا کئے اللہ تعالیٰ کا شکر کیا اور خدا سے دعا کی کہ اے خدایا میں بھگوڑوں میں سے تو ہو گیا اب تو مجھے ہمت اور طاقت عطا فرما کہ جس مقصد نیک کے لئے میں بھاگا ہوں اس مقصد میں کامیاب ہو جاؤں رات پہاڑوں پر ہی گزارتے دن کو چل پڑتے چیتے بھیڑئے اور چیر پھاڑ کر کھا جانے والے جانوروں سے ڈرتے رات پہاڑوں پر بسر ہوتی میرے پاس ایک بوتل پانی کی تھی پانی ٹھنڈا رہتا تھا کندھے پر لٹکائی ہوئی ہوتی کیونکہ بیابان جنگل میں کئی کئی روز تک پانی کا نام ونشان نہیں ملتا تھا۔ چیتے بھیڑئے اور طرح طرح کی بلاؤں کے پاؤں کے نشان دیکھ کر گھبرا کر ساتھی واپس لوٹ گیا۔ جو مدت کے بعد وطن آکر مجھے ملا اور بتایا کہ مجھے بھاگنے کی سزا ملی تھی۔ میں اکیلا توکل علی اللہ چلتا رہا جہاں ہی آبادی دیکھتا پانی لے لیتا۔ اور کھانا بھی مل جاتا۔ اور کئی بدو لوگ اجنبی سمجھ کر بندوق سیدھی کر لیتے میں کہتا انا ہندی مسکین۔ مسافر ہوں تھوڑی تھوڑی عربی جانتا تھا۔ وہاں کے لوگ بھی جنگ میں نارے جا چکے تھے۔ بعض گھروں میں صرف عورتیں ہوتی تھیں مرد نظر نہیں آتے تھے کہتیں ہمارے مرد نہیں ہیں تم رہ جاؤ تو ہمارے مال جانور وغیرہ ہیں۔ رشتہ بھی کر دیں گے۔ بفضل اللہ پہاڑوں بیابانوں کا سفر کرتا رہا۔ خون خوار درندوں اور بدوی لوگوں سے بھی خوف آتا۔ اللہ تعالیٰ کی نصرت اور حفاظت سفر میں شامل حال رہی۔ شام سے فلسطین بیت المقدس کنعان سب پھرتا پھراتا میں مدینہ اور مکہ پہنچا۔ کچھ کافی عرصہ قیام کیا۔ نیکی کا اور دعاؤں موقع ملا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے رنگروٹ ہونے کا تو بہانہ بنایا تھا اپنے فضل سے نیکی کی سعادت نصیب فرمائی۔ دعائیں مانگتا کہ خدایا تو واپس وطن پہنچا دے اور مجھے احمدیت پر ہر آن ثابت قدم رکھ اور ابتلاؤں سے بچا۔ واپس روانہ ہوا جدہ پہنچا۔ جماعت احمدیہ سے رابطہ کیا۔ تو حضرت ابو بکر یوسف جمال نے جہاز کا ٹکٹ بنوا کر دیا ابو بکر یوسف جمال صاحب حضرت امام جماعت الثانی کے خسر تھے۔ بمبئی آکر اترا اور پھر سیدھا قادیان آیا اور دستی بیعت کی سعادت نصیب ہوئی۔ (تاریخ کا مجھے کچھ پتہ نہیں) کیونکہ یہ ساری باتیں اپنے والد صاحب سے میں نے سنی تھیں جو مجھے آج تک یاد ہیں۔ جب لودھراں سٹیشن پر اترا کچھ رشتہ دار مل گئے کہنے لگے اب تو داڑھی رکھی ہوئی ہے۔ بس اب احمدیت سے توبہ کر لو۔ میں نے کہا میں تو احمدیت سے پہلے سے زیادہ پختہ رشتہ جوڑ کر آیا ہوں۔

اب تو ہم تینوں بہن بھائی بڑے ہو گئے تھے۔ اپنے خاندان میں بھی ابا جان کی دعوت الی اللہ برابر جاری رہتی اور کہتے یہ جو احمدیت کا بیج بویا جا رہا ہے ضرور پودے پھوٹیں گے۔ مخالفت کی وجہ سے والد صاحب اپنے بھائی سے الگ ہو گئے کیونکہ وہ ان کو بہت تنگ کرتے تھے اور نوکری کر لی میرے دونوں بھائی غلام محمد اور گلزار محمد مجھ سے بڑے تھے میں چھوٹی تھی ہم تینوں نے اپنے والد صاحب سے کلام الٰہی اور اردو بھی پڑھنا لکھنا سیکھا۔ سلسلہ کی اور حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تمام کتب گھر میں موجود تھیں غرض جو علم حاصل کیا گھر میں والد صاحب سے حاصل کیا۔ میرے بھائی بھی احمدیت کے شیدائی فدائی تھے۔ والد صاحب بڑے جوشیلے اور نڈر آدمی تھے والد صاحب کا مطالعہ بہت تھا۔ دنیاوی کاموں کے ساتھ ساتھ دعوت الی اللہ کا سلسلہ ہر دم جاری رہتا۔ نیز بہت دعائیں رو رو کر کرتے اور کہتے ہمارے خاندان کی مثال بنجر زمین کی ہے مگر اللہ تعالیٰ کا فضل ضرور ہو گا۔

والد صاحب کہتے ہیں کہ میری دعوت الی اللہ رنگ لائے گی مراد بر آئے گی۔ کسی بھی کام پر جاتے دعوت الی اللہ جاری رہتی۔ دوکان پر جاتے دعوت الی اللہ کا جذبہ اور لگن سے کام شروع ہے۔ بہت سارے لوگ اکٹھے ہو جاتے مناظرے و مقابلے ہوتے۔ ہر وقت یہی بس گفتگو ہر اک پر حجت تمام ہوتی گھر میں بھی یہی باتیں ہوتیں۔

امامت سے محبت و بے حد عقیدت رکھتے تھے۔ تقریباً ہر سال قادیان جلسہ پر جاتے اور ہم تینوں بچوں کو بھی لے جاتے غرض والد صاحب دعوت الی اللہ کے کاموں میں مشغول و مصروف رہتے۔

ایک دفعہ میں بیمار ہو گئی تلی جگر بڑھنے کی تکلیف تھی مکرم ڈاکٹر حضرت حشمت اللہ خاں صاحب کے پاس قادیان علاج کی غرض سے لے گئے۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب حضرت اماں جی حرم حضرت امام جماعت اول زندہ تھیں اور ہم حضرت سید محمد سرور شاہ صاحب کے مکان میں تین چار ماہ رہتے رہے۔ حضرت اماں جان بھی زندہ تھیں۔ میں اکثر حضرت اماں جان اور حضرت ام ناصر صاحبہ اور حضرت امام رابع کی والدہ صاحبہ حضرت آپا ام طاہر صاحبہ کے گھروں میں رہتی تھی۔ اگر کوئی کام ہوتا تو مجھے قصر امامت (قادیان) میں بھیجا جاتا۔

ایک دفعہ مجھے اچھی طرح یاد ہے قادیان سے واپس آرہے تھے جب خانیوال گاڑی رکی تو ڈبے میں ایک شیشی فروش آیا اس نے مسافروں کو مخاطب کرنا شروع کیا کہ والد صاحب نے کہا بھائی ہم تو بہت دور یعنی قادیان سے آرہے ہیں پیسے ختم! شیشی فروش چونکا۔ کہ ہیں آپ مرزائی ہیں کہہ کر گاڑی سے اترا اور اسٹیشن ماسٹر کو بلا کر لے آیا کہ اس ڈبے میں مرزائی بیٹھے ہیں۔ اسٹیشن ماسٹر بولا کیا ہوا بیٹھے رہیں یہ لوگ ہم تم سے بہت اچھے ہیں۔ اور ان کا تو بچہ بھی کلام الٰہی اور احادیث کے علاوہ نہیں بولے گا۔ وہ شرمندہ ہو کر چلا گیا گاڑی چل دی ڈبے میں کافی دیر تک لوگوں نے سوالات کئے والد صاحب جواب دیتے رہے۔ غرض میرے والد صاحب کسی کو نہیں چھوڑتے تھے۔ جب ہم تینوں بہن بھائیوں کی شادیاں ہو گئیں میرے ابا جان قادیان چلے گئے۔ اور بستی بھینی بانگر ڈھاب کے کنارے پلاٹ لے کر مکان بنایا۔ لیکن ہندو مسلم فسادات شروع ہو گئے پھر واپس اپنے وطن آنا پڑا۔ ادھر اللہ کا فضل ہوا۔ میرے تایا زاد بھائی میاں واحد بخش جو بورے والا میں ریلوے ملازم تھے۔ بورے والا میں جماعتی جلسہ تھا۔ یا مناظرہ مکرم مولانا شمس صاحب اور مکرم گیانی واحد حسین صاحب کی تقریر تھی۔ تایا زاد بھائی احمدی ہو گئے۔ پھر میرے تایا زاد بھائی مکرم محمد عقیل صاحب جو میرے بہنوئی ہیں محمد بشیر صاحب پریمی جو میرے داماد ہیں۔ مکرم ڈاکٹر عبدالغفار صاحب پی ایچ ڈی جنہوں نے ترکی زبان میں کلام الٰہی کا ترجمہ کیا ہے (آجکل بطور مربی فرینکفورٹ جرمنی ہیں) واقف زندگی ہیں۔ اور جماعت میں بلند مقام حاصل کیا۔ میرے ابا جان کی خوشی کی انتہاء نہ رہی مدت کی مرادیں بر آئیں۔ کہتے کہ مجھے دوبارہ جوانی آگئی ہے۔ میری اولاد بھی اور میرے بھائی کی اولاد بھی احمدی ہے۔

جب میرے بھائی جوان ہوئے۔ تو اب ابا جان نے دوسری شادی کر لی وہ غیر احمدی خاندان سے تھیں ان کے احمدی ہونے کے لئے بہت دعائیں کرتے اور کلام الٰہی پڑھایا اور اردو پڑھنا لکھنا سکھایا وہ خدا کے فضل سے احمدی ہو گئیں ان سے تین بیٹیاں۔ اور دو بیٹے ہوئے ایک بیٹا اور ایک بیٹی فوت ہو گئے۔ ایک بیٹا اور دو بیٹیاں زندہ موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ میرے اس بھائی اور میری دونوں بہنوں کی زندگی میں بہت برکت دے آمین اور یہ ہماری والدہ صاحبہ احمدیت میں اتنی مخلص پکی رہیں کہ گو ان کے رشتہ داروں نے بہت زور دیا کہ اب بیوہ ہو گئی ہو تو اب احمدیت کو چھوڑ دو اور ہمارے ہاں آجاؤ ہم تمہارے خرچہ کے ذمہ دار ہیں اور تمہارے بچہ کے نام ایک دوکان الاٹ کر دیتے ہیں۔ مگر والدہ صاحبہ نے انکار کر دیا۔ کہ میں احمدیت میں ہی جیئوں گی اور احمدیت میں ہی مروں گی اور والدہ صاحبہ ربوہ آگئیں اور یہاں کی ہو رہیں اور یہیں پر فوت ہوئیں۔ اور ربوہ میں مدفون ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند سے بلند کرتا رہے۔ آمین۔

○○○

الفضل میں اشتہار دیکر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔

بین المملکتی حالات - واقعات - شخصیات

بھارت کے بارے میں امریکی بل

امریکی ایوان نمائندگان میں ری پبلیکن پارٹی کے دو ارکان ڈان' نرٹن اور ڈیمو کریٹک پارٹی کے گرمی کونڈٹ نے ایک بل پیش کیا ہے جس میں امریکی انتظامیہ سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ بھارت کو دی جانے والی ترقیاتی منصوبوں کی امداد اس وقت تک بند کر دی جائے جب تک بھارتی حکومت انسانی حقوق کی صورت حال کو بہتر نہیں بناتی۔ ان بل کا نام "ہیومن رائٹس ایکٹ ان انڈیا" ہے۔ اس بل میں امریکی کانگرس پر بھی زور دیا گیا ہے کہ وہ بھارت کو دی جانے والی امداد اس وقت تک روک لے جب تک امریکی صدر بل کلنٹن اس بات کی تصدیق نہیں کر دیتے کہ بھارت نے اپنا انسانی حقوق کا ریکارڈ بہتر بنا لیا ہے۔ بل میں کہا گیا ہے کہ امریکی کانگرس کے علم میں آیا ہے کہ بھارت میں لاکھوں سیاسی قیدیوں اور ضمیر کے قیدیوں کو بغیر مقدمہ چلائے جیلوں میں ٹھونس رکھا گیا ہے۔ بھارت میں بدنام زمانہ قانون "ٹاڈا" اگرچہ ختم کر دیا گیا ہے۔ تاہم بھارتی پولیس اور فوج اور بھارتی حکومت اب بھی "ٹاڈا" کے قانون کو بے دریغ استعمال کر رہی ہے۔ اس قانون کے تحت بھارتی پولیس اور فوج کو بغیر وجہ بتائے لوگوں کو گرفتار کرنے انہیں گولی مار کر ہلاک کرنے کا اختیار حاصل ہے۔

بل میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ بھارت میں ہزاروں سیاسی کارکنوں کو بغیر مقدمہ چلائے جیلوں میں رکھا گیا ہے۔ اور بھارت میں حراست میں لئے گئے افراد پر فوج اور پولیس کے تشدد اور حراست کے دوران قیدیوں کی ہلاکت کے واقعات عام ہیں۔

بل میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ بھارتی فوج خاص طور پر مقبوضہ کشمیر پنجاب' آسام' منی پور اور ناگالینڈ میں انسانی حقوق کی خلاف ورزی کر رہی ہے۔ اور انسانی حقوق کے بارے میں ان بین الاقوامی گروپوں کو بھارتی پنجاب اور کشمیر جانے کی اجازت دینے سے مسلسل انکار کیا جا رہا ہے۔

امریکی ایوان نمائندگان میں اس بل کی منظوری ہونے یا ہونے سے قطع نظر اس بل کا امریکی اعلیٰ ترین قانون ساز ادارے میں پیش ہونا اس امر کا اعلان ہے کہ عالمی رائے عامہ کو بھارت کی انسانی حقوق کی خلاف ورزی سے کتنی تشویش ہے؟

○○○

ترک جج بمقابلہ حکومت

ترکی میں سیکولرازم اور اسلام پسندوں کے درمیان جاری حالیہ کشمکش نے اب اپنے منفی اثرات ملک کے نظام پر ڈالنے شروع کر دیئے ہیں۔ ترکی میں ایک بار پھر اسلامی ارکان اور سیکولر فوجی نظام کے درمیان ٹھن گئی ہے۔

حکومت کے منع کرنے کے باوجود گزشتہ روز سینکڑوں ججوں نے انقرہ کی ایک فوجی بریفنگ میں شرکت کی۔ اسلامی حکومت کے وزیر انصاف نے برہمی سے کہا ہے کہ وہ اس کی تحقیق کریں گے کہ کس کس جج نے اس بریفنگ میں شرکت کی ہے۔

ادھر ترک فوجی حکام نے ایک اور بریفنگ کا اعلان کیا ہے۔

اس فوجی بریفنگ میں جو پہلے ہو چکی ہے فوجی لیڈروں نے ایران سعودی عرب لیبیا اور سوڈان پر الزام لگایا ہے کہ یہ ممالک ترکی میں اسلامی اساس پسندوں کو مدد دے رہے ہیں۔ ترکی کے فوج افسروں نے وزیر اعظم اربکان کو ایک پیغام ارسال کیا ہے کہ وہ ملک کے اسلام پسندوں پر عرصہ حیات تنگ کر دیں گے۔

○○○

شاہ فہد

سعودی عرب کے شاہ فہد نے عالمی برادری پر زور دیا ہے کہ اسرائیل پر دباؤ ڈالا جائے کہ وہ مشرق وسطی میں قیام امن کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کرنے سے باز رہے۔ انہوں گزشتہ روز جدہ میں کابینہ کے ہفتہ وار اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ سعودی عرب اسرائیل کے شام اور لبنان کے ساتھ مذاکرات' فلسطینی علاقوں کی واپسی' اور ان کے لئے ایک آزاد مملکت کے قیام کی حمایت کرتا رہے گا۔ اس مملکت کا دارالحکومت بیت المقدس ہونا چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ اسرائیل نے اس بارے میں جو موقف اختیار کر رکھا ہے اس سے علاقے کی سلامتی اور استحکام کے لئے سنگین خطرات پیدا ہو سکتے ہیں۔

اسرائیل کی انتہا پسند لیکوڈ پارٹی کے وزیر اعظم بن یامین نیتن یاہو نے جو پالیسیاں اختیار کر رکھی ہیں اس سے مشرق وسطی میں کشیدگی میں اضافہ ہو چکا ہے اور تمام عرب ممالک اب اسرائیل کے اقدامات کے خلاف متحد ہو چکے ہیں۔

○○○

ایران کا مطالبہ

ایران نے ترکی سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ شمالی عراق سے اپنی فوجیں فوری طور پر اور غیر مشروط طور پر واپس بلا لے ایرانی نیوز ایجنسی کو انٹرویو دیتے ہوئے ایشیا پیسفک ریجن کے لئے ایرانی نائب وزیر خارجہ علاؤالدین بروجردی نے کہا کہ ایران کو عراق کی علاقائی سلامتی اور وہاں ترک افواج کی موجودگی کے بارے میں سخت تشویش ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایران کو دونوں ممالک کے مفادات عزیز ہیں اور ان کے خیال میں باہمی تعاون ہی ان کے مسائل کا حل ہے۔

○○○

امریکہ پہل کرے

باقی صفحہ 7 پر

تعارف دینی کتب

انصار احمد نذر مربی سلسلہ

احیاء العلوم

امام غزالیؒ کی مشہور کتاب احیاء العلوم کا تعارف کروانا مقصود ہے۔ آپ ایک عظیم فلسفی' صوفی اور فقیہہ تھے 450ھ میں طوس میں پیدا ہوئے۔ آپ کا نام محمد بن محمد بن محمد الغزالی تھا کنیت ابو حامد اور لقب حجۃ الاسلام آپ نے ایک کامیاب زندگی گزاری اور علمی میدان میں کارہائے نمایاں انجام دینے کے بعد 505ھ میں وفات پائی۔

آپ نے ایک صد سے زائد کتب تصنیف کیں۔ آپ کی سب سے زیادہ ضخیم اور مشہور کتاب "احیاء علوم الدین" ہے جو عام لوگوں میں احیاء العلوم کے نام سے معروف ہے۔ یہ کتاب اسرار شریعت و طریقت' اخلاق و تصوف فلسفہ و مذہب حکمت و موعظت اصلاح باطن اور تزکیہ نفس کا شاہکار ہے۔

احیاء العلوم کی خوبی یہ ہے کہ اس کے پڑھنے سے دل پر ایک عجیب اثر ہوتا ہے اور ہر ہر لفظ پر وجد کی کیفیت طاری ہوتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ کتاب جس وقت یہ کتاب لکھی گئی اس وقت خود امام صاحب تاثیر کے نشہ میں سرشار تھے۔ بغداد میں ان کو تحقیق حق کا شوق پیدا ہوا تمام مذاہب کو چھانا مگر کسی سے دل کو تسلی نہ ہوئی آخر تصوف کی طرف رخ کیا لیکن وہ قال کی چیز نہ تھی بلکہ سرتاپا حال کا کام تھا اور اس کا پہلا زینہ اصلاح باطن اور تزکیہ نفس تھا امام صاحب کے مشاغل اس کیفیت کے بالکل سد راہ تھے آخر سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر ایک کملی پہن کر بغداد سے نکلے۔

آپ نے اس کتاب میں جو عنوانات قائم کئے وہ بالکل نئے نہ تھے خود دیباچہ میں لکھتے ہیں کہ اگرچہ اس موضوع پر اور بھی کتابیں لکھی جا چکی ہیں مگر میری کتاب میں کچھ زائد خصوصیات ہیں مثلاً

1۔ قدیم تصنیفات میں جو اجمال تھا اس کی تفصیل

2۔ پراگندہ مضامین کی ترتیب

3۔ طویل مضامین کا اختصار

4۔ مکرر مضامین کا حذف

5۔ بہت سے دقیق اور غامض مسائل کا حل جن کا قدیم تصنیفات میں نام و نشان نہ تھا۔

احیاء العلوم کی تصنیف کا باعث کیا ہوا اس کا جواب خود امام صاحب کی زبانی سنئے آپ نے دیباچے میں لکھا کہ

"آخرت کے راستے کا علم جس پر علمائے سلف بھی چلتے رہے اور جس علم کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فقہ حکمت' علم ضیاء نور ہدایت اور رشد قرار دیا لوگوں نے اسے پاؤں تلے دبا دیا اور اسے بھول گئے چونکہ اس طرح دین میں رخنہ عظیم پیدا ہونے کا خطرہ تھا اس لئے میں نے "احیاء علوم الدین" کی تصنیف میں مشغول ہونا ضروری سمجھا تاکہ دینی علوم زندہ ہوں اور متقدمین آئمہ کے راستے واضح ہو جائیں۔ میں نے اس کتاب کو چار جلدوں میں تقسیم کیا ہے۔ پہلی جلد کا موضوع عبادات ہے۔ دوسری کا موضوع عادات یعنی معاملات اور آداب۔ جلد سوم میں مہلکات کا بیان ہے یعنی وہ امور جو بندے کو تباہ کرنے والے ہیں اور جلد چہارم میں منجیات ہیں یعنی بندے کو نجات دینے والی باتیں لیکن ابتداء میں نے علم کے بیان سے کی ہے تاکہ واضح کر دوں کہ حضور ﷺ نے طلب علم کو عبادت قرار دیا ہے چنانچہ آپؐ نے فرمایا "طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم و مسلمۃ" نیز فرمایا "نعوذ باللہ من علم لا ینفع"

کتاب کا مطالعہ کیا جائے تو تصوف کی بجائے یہ فقہ کی کتاب معلوم ہوتی ہے کیونکہ اس میں فقہ کی طرز پر باقاعدہ مسائل کا بیان ہے اس کی وضاحت امام غزالیؒ یوں کرتے ہیں کہ

"اس کتاب کو میں نے فقہ کی کتابوں کی طرز پر لکھا ہے تاکہ لوگوں کے دلوں میں اس کی کشش پیدا ہو"

بادی النظر میں تو یہ فقہ اور تصوف کی کتاب معلوم ہوتی ہے مگر فلسفہ میں بھی اسے محترم نظروں سے دیکھا جاتا ہے چنانچہ امام صاحب نے فلسفہ و مذہب کو ترکیب دے کر اسے لکھا تو اس نے بہت مقبولیت حاصل کی۔

جیسا کہ شروع میں یہ ذکر کیا گیا ہے کہ احیاء العلوم کے بعض حصے دیگر کتب سے ماخوذ ہیں لیکن امام غزالیؒ نے حسن ترتیب اور بعض اضافوں سے اسے وہ رعنائی اور دلکشی بخشی کہ باقی کتب پر اسے ممتاز کر دیا۔ علامہ شبلی نعمانی نے اس کتاب کے بارے میں اپنی تحقیق اپنی مشہور کتاب "الغزالی" میں درج کی ہے وہ لکھتے ہیں کہ

احیاء العلوم کی نسبت ابن الاثیر وغیرہ نے لکھا ہے کہ سفر کی حالت میں لکھی گئی اس پر بعض علماء نے اس بناء پر اعتراض کیا تھا کہ ایک ایسی کتاب جس میں نہایت کثرت سے ہر موقع پر احادیث و آثار کے حوالے ہوں سفر میں نہیں لکھی جا سکتی لیکن اس بات کے معلوم ہونے کے بعد کہ حدیث و آثار کا تمام تر حصہ قوت القلوب سے لیا گیا ہے یہ اعتراض خود بخود اٹھ جاتا ہے۔ بہرحال اس میں شبہ نہیں کہ احیاء العلوم بہت کچھ قوت القلوب رسالہ قشیریہ اور ذریعہ راغب اصفہانی سے ماخوذ ہے۔

(الغزالی مصنفہ علامہ شبلی نعمانی ناشر شیخ مبارک علی تاجر کتب لوہاری دروازہ لاہور)

احیاء العلوم کے بلند مرتبہ اور اہمیت و فضیلت کا اندازہ اس بات سے بھی ہوتا ہے کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ اور آپ کے رفقاء نے اسے پسند کیا اور زیر مطالعہ رکھا حضرت مولانا نور الدین صاحب نے اس کتاب کے مصنف کے لئے دعا کی کہ اسے میری طرف سے سلام پہنچے مرقاۃ الیقین فی حیاۃ نور الدین میں حضرت صاحب

فرماتے ہیں کہ "اے اللہ میں نے حضرت امام غزالی کی احیاء العلوم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی فتوح الغیب اور حضرت مولانا اسماعیل صاحب شہید کی تقویۃ الایمان سے بہت فائدہ اٹھایا ہے میری طرف سے ان کو بہت سلام پہنچے۔

(مرقاۃ الیقین فی حیاۃ نورالدین ص6)

اسی طرح حضرت صاحب نے ایک مرتبہ جرمنی کے عربی جاننے والے پروفیسروں کو لکھا کہ وہ کون سی کتابیں ہیں جن کے پڑھنے سے زبان عربی اعلیٰ درجے کی آ جائے تو انہوں نے بالاتفاق جن کتابوں کے نام لکھ کر بھیجے ان میں ایک احیاء العلوم بھی تھی۔

(مرقاۃ الیقین فی حیاۃ نورالدین ص6)

اس مشہور اور ہردلعزیز کتاب کو ابتدا سے ہی قبول عام حاصل رہا ہے اور دنیا کی بہت سی زبانوں میں اس کے تراجم ہوئے (اور کروڑوں بندگان خدا نے اس سے استفادہ کیا) اور اسے متعدد بار مختلف اداروں کی طرف سے شائع کیا گیا ہے۔ دارالمعرفہ۔ بیروت لبنان نے اس کتاب کا جو نسخہ شائع کیا ہے وہ پانچ خوبصورت اور مناسب سائز کی جلدوں میں ہے جس کی کتابت بھی صاف اور واضح ہے۔ چار جلدوں میں تو متن ہے جبکہ پانچویں جلد میں گزشتہ چار جلدوں میں آنے والی احادیث کی تخریج کی گئی ہے اور اس کا باقاعدہ انڈیکس تیار کیا گیا ہے جس سے فوری طور پر احادیث کے اصل مخرج تک پہنچا جاسکتا ہے۔

اس کتاب کا اردو ترجمہ "مذاق العارفین" کے نام سے "دارالاشاعت کراچی" نے شائع کیا ہے اور یہ ترجمہ محمد احسن صدیقی نانوتوی نے کیا ہے۔ اس کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کی ابتدا میں علامہ شبلی نعمانی کی کتاب "الغزالی" کی تلخیص بھی دی گئی ہے۔ یہ اردو ترجمہ چار جلدوں میں ہے۔

○○○

بقیہ صفحہ 3

عقل کے زور سے کھول سکتا ہے۔ وہم جتنے چاہو دوڑاؤ مگر مجرد عقل کے ذریعہ سے کوئی واقعی اور یقینی بات تو معلوم نہیں ہوتی۔ پھر جبکہ پہلے ہی قدم میں یہ حال ہے تو پھر یہ ناقص عقل امور معاد میں قطعی طور پر کیا دریافت کرلے گی؟

بقیہ صفحہ 3

مخدوم کے مقام کے باوجود آپ کو طبعًا خادمیت پسند تھی۔ تبھی تو فرمایا

منہ از بہرِ ما کرسی کہ ماموریم خدمت را

کہ ہمارے لئے کرسی مت بچھاؤ ہم تو خدمت کے لئے مامور ہیں۔

بقیہ صفحہ 4

سے آپ اپنی دلچسپی کا اظہار کرتے ہیں تو پھر

انہیں محرومی کا احساس نہیں ہوتا۔

بڑھتے ہوئے بچوں کو بات بات پر ٹوکنا کسی صورت میں بھی ٹھیک نہیں ہوتا۔ والدین کو سمجھ لینا چاہئے کہ اگر بچہ ماں باپ کی ہو بہو نقل بن بھی جائے تو آپ نے دنیا کی رنگینی میں کون سا اضافہ کیا۔ اس کا اپنا ایک علیحدہ وجود ہے۔ اس کی جو بھی خوبیاں ہیں وہ خواہ آپ سے مختلف ہی کیوں نہ ہوں انہیں جلا دینے کی کوشش کریں۔ اسے اپنی فوٹو کاپی نہ بنانے کی کوشش کریں۔ فوٹو کاپی بہرحال فوٹو کاپی ہی رہے گی Original نہیں بن سکتی۔

ہر ایک بچہ اپنی ایک علیحدہ شخصیت لے کر پیدا ہوتا ہے۔ اسے کچلنے کی نہیں چمکانے کی کوشش کریں چھوٹی موٹی غلطیوں اور کوتاہیوں کو عدسی شیشہ لگا کر دیکھنے کی کوشش نہ کریں کہ وہ آپ کو جرائم نظر آنا شروع ہو جائیں۔ انہیں فی الحال انسان ہی رہنے دیں۔ فرشتوں کے زمرے میں دھکیلنے کی کوشش نہ کریں۔ ان کے لئے دعا کریں اور ان پر شفقت کا ہاتھ رکھیں ایک ملٹری ڈرل ماسٹر کا نہیں۔ بچوں کو صحیح سمت دے دی۔ پھر ان کو خود پھولنے پھلنے کا موقعہ دیں۔ بچوں میں شروع سے ہی دین کی غیرت کا جذبہ پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ غیرت بڑی عظیم صفت ہے اور آئندہ چل کر بڑے بڑے ابتلاؤں سے بچانے میں سب سے اہم کردار ادا کرتی ہے۔ جس بچہ میں اپنے مذہب۔ اپنی خاندانی روایات اور اقدار۔ اپنے معاشرہ کی غیرت پیدا ہو جاتی ہے تو وہ بہت سے ابتلاؤں سے بچ جاتا ہے۔ پھر تھوڑا بہت دنیا کا ایکسپوژر اس کے لئے چیچک کے ٹیکہ کی طرح کام کرتا ہے جو اس میں چیچک کے بھرپور حملہ کے خلاف قوت مدافعت پیدا کر دیتا ہے۔

تربیت اولاد کے سلسلہ میں حضرت بانی سلسلہ فرماتے ہیں کہ "بات بات پر بچوں کو روکنا ٹوکنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ گویا ہم ہی ہدایت کے مالک ہیں اور ہم اس کو اپنی مرضی کے مطابق ایک راہ پر لے آئیں گے یہ ایک قسم کا شرک خفی ہے۔... ہم تو اپنے بچوں کے لئے دعا کرتے ہیں اور سرسری طور پر قواعد اور آداب تعلیم کی پابندی کراتے ہیں۔ بس اس سے زیادہ نہیں۔ اور پھر اپنا پورا بھروسہ اللہ تعالیٰ پر رکھتے ہیں۔ جیسا کسی میں سعادت کا تخم ہوگا وقت پر سرسبز ہو جائے گا"

بقیہ صفحہ 6

ایران کے انگریزی اخبار ایران نیوز نے اپنے ایک اداریئے میں اس بات پر زور دیا ہے کہ امریکہ اور ایران کے درمیان تعلقات کی بحالی اور خیرسگالی کے جذبات پہلے امریکہ کی طرف سے آنے چاہئیں۔ اخبار نے لکھا ہے کہ مغرب نے کبھی بھی اسلام کے متعلق حقائق کو جاننے کی کوشش نہیں کی۔ اور اس طرح وہ اسلامی دنیا سے پرے رہتے ہیں۔ اخبار کے مطابق امریکی صدر بل کلنٹن کی طرف سے ایران کو دہشت گردی چھوڑنے کو کہنا بلاجواز ہے کیونکہ ایران کبھی بھی دہشت گردی میں ملوث نہیں رہا۔ اخبار نے لکھا ہے کہ اسلام اور دہشت گردی کبھی بھی ساتھ نہیں چل سکتے۔

○○○

اطلاعات و اعلانات

نصرت گرلز ہائی سکول ربوہ کی نمایاں کارکردگی

○ نصرت گرلز ہائی سکول ربوہ کی طرف سے امسال مڈل سٹینڈرڈ کے امتحان میں 307 طالبات شامل ہوئیں 202 طالبات نے فرسٹ ڈویژن اور 88 طالبات نے سیکنڈ ڈویژن میں کامیابی حاصل کی۔ مجموعی نتیجہ 95% رہا۔

اسی طرح سکول ہذا کی طالبات نے انتالیسوی پنجاب جونیئر سپورٹس منعقدہ وقارالنساء گرلز ہائی سکول راولپنڈی میں شمولیت کی۔ اور تین گولڈ میڈل' دو سلور میڈل اور ایک براؤن میڈل جیت کر 22 پوائنٹ حاصل کئے اور مجموعی طور پر سیکنڈ پوزیشن حاصل کی۔ اللہ تعالیٰ سکول کو مزید ترقی عطا فرمائے۔ آمین۔

(نظارت تعلیم)

تبدیلی نام

○ میں نے اپنا نام نصیر احمد کی بجائے نصیر احمد ظفر رکھ لیا ہے۔ آئندہ مجھے نصیر احمد ظفر کے نام سے لکھا اور پکارا جائے۔

نصیر احمد ظفر ابن مبارک احمد ظفر۔ احمد نگر تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ حال کیلگری کینیڈا

نمائندہ روزنامہ "الفضل" کا دورہ

حصول اشتہارات

○ مکرم محمد احمد مظفر علوی صاحب آف اوکاڑہ نمائندہ روزنامہ "الفضل" برائے اشتہارات اپنے دورہ کے دوران سیالکوٹ' اسلام آباد اور راولپنڈی کے اضلاع میں اشتہارات کے حصول کے لئے آرہے ہیں۔ احباب جماعت احمدیہ و عہدیداران جماعت احمدیہ خصوصی طور پر تعاون کریں۔

مینجر روزنامہ الفضل ربوہ

ضروری اعلان

○ محلہ دارالرحمت غربی میں صدر انجمن احمدیہ کی چند مزید دکانات تعمیر کرائی جارہی ہیں کرایہ اور شرائط بہت معقول ہیں۔ ضرورت مند احباب صدر صاحب جماعت کی معرفت درخواستیں بھجوائیں۔ (ناظم جائیداد)

بقیہ صفحہ 1

پیدا ہوتا۔ جب خود ہی اس آگ کو دیکھ کر ہاتھ پاؤں نہیں ہلاتے تو پھر دوسرا اگر مدد کو نہیں پہنچتا تو اس کا گلہ کیا۔ ایسے لوگوں کی مثال تو ان سستوں کی طرح ہے جن کا حال کسی دانا شخص نے لطیفہ کے طور پر بیان کیا ہے۔

کہتے ہیں کہ ایک شخص سپاہی تھا سرکاری کام کے لئے کہیں سفر پر جا رہا تھا۔ سڑک کے پاس سے جو گزرا تو اسے کسی نے آواز دی میاں راہ گزر ذرا ادھر آنا۔ اس پر وہ ادھر ادھر دیکھنے لگا کہ کہاں سے آواز آئی تو اسے ایک جگہ ایک آدمی لیٹا ہوا نظر آیا۔ وہ سپاہی اس آواز پر اس کے پاس پہنچا۔ تو اس آواز دینے والے نے کہا کہ میاں میری چھاتی پر بیر پڑا ہے۔ ذرا اٹھا کر اسے میرے منہ میں ڈال دینا۔ قدرتاً ایسے کاموں میں انسان کو غصہ آجاتا ہے۔ سپاہی کو بھی اس پر غصہ آگیا اور وہ اس پر ناراض ہونے لگا۔ پاس ہی ایک اور شخص لیٹا ہوا تھا وہ بول اٹھا کہ میاں تم ناراض کیوں ہو رہے ہو۔ تمنے اس کی سستی کا ابھی دیکھا ہی کیا ہے یہ تو بڑا ہی بے ہمت شخص ہے۔ ساری رات کتا میرا منہ چاٹتا رہا لیکن اس نے "ہشت" تک نہ کہا۔ اور اسے ہٹایا تک نہیں۔ یہ سن کر وہ سپاہی ان کو چھوڑ کر وہاں سے چل دیا۔ بظاہر یہ لطیفہ ہے لیکن یہ لطیفہ نہیں یہ نکتہ ہے۔ اس سے سبق حاصل کرنا چاہئے اس لطیفہ میں یہ بتایا گیا ہے کہ بعض لوگ ایسے ست ہوتے ہیں کھانا ان کے پاس دھرا ہے لیکن وہ اس انتظار میں ہیں کہ کوئی آئے اور لقمے ان کے منہ میں ڈالے۔ ایسے لوگ دوسروں کو بتاتے ہیں کہ تم آکر بیر ہمارے ہمارے منہ میں ڈال دو۔ اور خود یہ نہیں کرسکتے کہ بیر کو اپنی چھاتی پر سے اٹھا کر منہ میں ڈال لیں۔ کیا یہی مثال ان لوگوں پر چسپاں نہیں ہوتی جو (دعوت الی اللہ) میں مشغول نہیں کہ ان کی بغل میں تو دشمن ہے اور وہ یہاں چٹھی لکھ دیتے ہیں کہ ہمیں (مربی) بھیج دو اور سمجھ لیتے ہیں کہ کوئی آنے جانے والا یہ کام کرلے گا۔ حالانکہ یہ کام ان کا اپنا ہے ان کو چاہئے کہ وہ دشمن کے لئے اپنے آپ کو خود تیار کریں۔ ایسے لوگ اتنا بھی نہیں سوچتے کہ دور سے جانے والا تو ایک ہی دفعہ بیر ان کے منہ میں ڈال سکتا ہے اور ایک ہی ہشت کرکے کتے کو پرے ہٹا سکتا ہے۔ لیکن ہمیشہ ایسا نہیں کرسکتا اور اگر وہ اسی بات پر رہیں گے کہ کوئی اور ہی آئے اور بیر ہمارے منہ میں ڈالے اور ہشت کرکے کتے کو پرے ہٹادے تو اس کے ایک دفعہ ایسا کرنے کے بعد کون ہوگا جو ان کے لئے ہمیشہ ہمیشہ کام کرے گا۔ اسے لطیفہ نہ جانو پس لطیفہ نہیں یہ نکتہ ہے اور نکتہ بھی نکتہ معرفت جو کسی دانا اور عقل مند انسان نے بیان کیا ہے اور لوگوں کی عقل پر سے پردہ اٹھانے کے لئے اچھی تدبیر اختیار کی ہے۔

(از خطبہ 14۔ اگست 1925ء)

خبریں

ربوہ : 17- جون- 1997ء
درجہ حرارت کم از کم 28 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 47 درجے سنٹی گریڈ

○ صدر پاکستان فاروق احمد خان لغاری نے کہا ہے کہ احتساب کا عمل سب کے لئے برابر ہونا چاہئے۔ بلکہ اسلامی تعلیمات کے مطابق احتساب کے عمل میں انصاف ہوتا ہوا نظر آنا چاہئے۔ احتساب بل جو پارلیمنٹ سے منظور کرایا گیا ہے اس پر اتحادی جماعتوں اور صاحب الرائے افراد نے بھی اچھی رائے قائم نہیں۔

○ صدر پاکستان نے کلر کہار کے تاریخی اور خوبصورت مقام پر پاکستان موٹروے منصوبے کا معائنہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ جب وہ حزب اختلاف میں تھے تو موٹروے کی تعمیر کے سب سے بڑے مخالف تھے مگر اب جب یہ منصوبہ تکمیل کے آخری مراحل میں ہے اور بعد ازاں انڈس ہائی وے کی تعمیر مکمل ہونے کے ساتھ ساتھ پشاور' اسلام آباد موٹروے مکمل ہونے پر ہمارے پاس ایک موثر سڑکوں کا مواصلاتی نظام میسر آجائے گا۔ جس سے ملک کی معیشت مضبوط ہوگی۔

○ صوبائی وزیر خزانہ سردار ذوالفقار کھوسہ نے کہا ہے کہ بہت سے صوبائی ادارے اور ڈویلپمنٹ اتھارٹیز جو ڈیفالٹر ہو چکے ہیں ان بیمار اداروں کی اور ہالنگ کی جائے گی فی الحال یہ ادارے بند نہیں ہوں گے کیونکہ سماجی خدمت دے رہے ہیں ان کی کارکردگی بہتر کی جائے گی۔ بعض محکمے ختم کرنے عملہ میں کمی اور کچھ محکموں کے ادغام کی تجاویز زیر غور ہیں۔ اس سلسلے میں ایک ادارہ قائم ہو چکا ہے۔ انہوں نے کہا کہ تعلیمی اداروں اور بعض دیگر محکموں میں بھرتی پر پابندی ختم کی جا رہی ہے۔ وزیر اعظم کی طرف سے 300 روپے ملازمین کو دینے کے اعلان پر صرف پنجاب نے عمل کیا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ کم تنخواہ پانے والے ملازمین کو قرضے ملیں گے۔

○ وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف نے استنبول میں آنحضرت ﷺ کے صحابی حضرت ایوب انصاری کے مزار پر حاضری دی۔ اور بعدہ تہران پہنچ گئے۔

○ وزیر اعلیٰ سندھ لیاقت خان جتوئی نے سال 98-1997ء کے مالی سال کے لئے 52ارب 5 کروڑ 65 لاکھ 54 ہزار روپے کا ٹیکس فری بجٹ پیش کیا۔ جس میں 6 ارب 11 کروڑ 85 لاکھ 68 ہزار روپے خسارہ ظاہر کیا گیا ہے۔

○ سندھ کے وزیر خزانہ نے بجٹ پیش کرتے ہوئے کہا کہ آئندہ سال 15 ہزار بیروزگاروں کو ملازمتیں ملیں گی۔ صوبہ میں خصوصی منصوبوں پر عمل درآمد کیا جائے گا۔ کالجوں میں ہر سطح پر فنی تعلیم متعارف کرائی جائے گی۔ انہوں نے کہا کہ ہل آف ایکسچینج پر اسٹامپ ڈیوٹی کم کر کے دو روپے فی ہزار کر دی گئی ہے۔ ماہی گیروں پر لائسنس فیس ختم کر دی گئی ہے۔ سائٹ نوری آباد تین سال کے لئے جائیداد ٹیکس اور بیٹرمنٹ ٹیکس سے مستثنیٰ ہوگی۔

○ گورنر پنجاب شاہد حامد نے کہا ہے کہ صوبہ میں امن و امان کی صورت حال بہتر ہو رہی ہے۔ اکا دکا واقعات ہوتے رہتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ وفاقی اور صوبائی حکومت نے بہترین بجٹ پیش کیا ہے۔ ایسا کوئی اقدام نہیں کیا گیا جس سے افراط زر میں اضافہ ہو حکومت نے بجٹ میں بیروزگاروں کو روزگار فراہم کرنے کی کوشش کی ہے۔ تاجروں اور صنعت کاروں سمیت عام افراد نے بھی بجٹ کو بہتر قرار دیا ہے۔

○ حکومت نے صوبے سے بے روزگاری کے خاتمے کے لئے سیلف ایمپلائمنٹ سکیم دوبارہ شروع کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

○ وزیر اعلیٰ پنجاب محمد شہباز شریف نے کہا ہے کہ سابق حکمرانوں کی لوٹ مار کے باعث صوبوں کے فنڈز میں کمی ہوئی ہے انہوں نے کہا کہ بی ایم ڈبلیو- پجارو اور 4 کنال کے گھروں پر ٹیکس نہ لگائیں تو کن پر لگائیں۔ کوئی شخص 60' 60 لاکھ کی گاڑی رکھ سکتا ہے تو حکومت کو تین چار لاکھ کیوں ادا نہیں کر سکتا۔ انہوں نے کہا کہ مہنگائی سے عام آدمی پر فرق نہیں پڑے گا۔

○ سپریم کورٹ کے جج مسٹر جسٹس خلیل الرحمن نے کہا ہے کہ قومی خزانے کا ایک پیسہ بھی غلط استعمال نہیں ہونا چاہئے۔

○ وفاقی وزیر مواصلات محمد اعظم خان ہوتی نے کہا ہے کہ موٹروے منصوبہ میں اڑھائی سال کی تاخیر کی وجہ سے حکومت کو دس ارب روپے کا اضافی خرچہ برداشت کرنا پڑا ہے۔ اس منصوبے پر اب تک 23 ارب روپے خرچ ہو چکے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ موٹروے پر عام گاڑیوں کے لئے ٹال ٹیکس 250 روپے ہوگا اور قواعد ضوابط کی خلاف ورزی کرنے والوں کو جرمانہ دینا ہوگا۔

○ پیپلز پارٹی کی چیئرپرسن اور قومی اسمبلی میں قائد حزب اختلاف محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ کراچی کو پھر دہشت گرد یرغمال بنا رہے ہیں۔ سندھ میں امن و امان کی خرابی مسلم لیگ اور ایم کیو ایم کے معاہدے کا نتیجہ ہے۔ لیاقت جتوئی پیر مظہرالحق کے اغوا پر مستعفی ہو جائیں۔ انہوں نے کہا کہ مرتضیٰ قتل کیس کی تفتیش میں جان بوجھ کر تاخیری حربے استعمال کئے جا رہے ہیں۔

○ پنجاب سمیت ملک کے کئی علاقوں میں پیر کے روز سے قیامت کی گرمی پڑ رہی ہے۔ اور سینکڑوں افراد بے ہوش ہو گئے۔ کئی سڑکوں پر تارکول پگھل گیا ضلع ساہیوال میں گرمی سے چار افراد ہلاک ہو گئے۔ سب ڈویژن چنیوٹ میں 6 افراد دم گھٹ کر جاں بحق ہو گئے۔ اور بجلی کی غیر اعلانیہ بندش سے لوگ تڑپ اٹھے۔

○ صوبائی وزیر خزانہ پنجاب نے کہا ہے کہ پنجاب میں بھی ملازموں کی چھانٹی ہوگی۔ وفاق سے 7 ارب روپے قرض لیں گے کالاباغ ڈیم پر اتفاق رائے کی کوششیں جاری ہیں۔

○ افغانستان میں احمد شاہ مسعود نے طالبان پر تازہ حملہ کر دیا ہے۔ جس سے فریقین کے 8- افراد ہلاک ہو گئے۔ طالبان نے حملہ پسپا کرنے کا دعویٰ کیا ہے۔

○ ایک امریکی جریدے کی خبر کے مطابق امریکہ میں ہزاروں افراد ایک ایسے شخص کے گرد جمع ہونا شروع ہو گئے ہیں جس نے دعویٰ کیا ہے کہ میں یسوع مسیح ہوں۔ آسمان سے زمین پر آیا ہوں۔

○ اسلامی کانفرنس کی تنظیم نے بیت المقدس کو اسرائیل کا دارالحکومت تسلیم کرنے کے متعلق امریکی ایوان نمائندگان کی قرارداد کی مذمت کی ہے کیونکہ بیت المقدس کو اسرائیل کا دارالحکومت تسلیم کرنا مسلمانوں کی توہین ہے۔

○ مقبوضہ کشمیر میں جھڑپوں کے نتیجہ میں 14 مجاہد شہید اور 9 بھارتی فوجی ہلاک ہو گئے ہیں۔ بھارتی فوج نے کریک ڈاؤن محاصروں اور خانہ تلاشیوں کے دوران مزید 9 رہائشی مکانوں کو نذر آتش کر دیا ہے۔

○ اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کوفی عنان نے اخراجات کم کرنے کے لئے اقوام متحدہ کے مرکزی ہیڈ کوارٹر اور دیگر علاقوں میں 9 سو عہدے ختم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ کیونکہ ادارے کی مالی حالت مخدوش ہو چکی ہے۔

○ مقبوضہ کشمیر کی کٹھ پتلی حکومت اور وہاں متعینہ بھارتی فوج میں شدید اختلاف پیدا ہو گئے ہیں۔ یہ اختلافات اس وقت پیدا ہوئے جب شمالی کشمیر میں متعینات بھارتی فوج کے میجر جنرل نے ریاستی قانون ساز اسمبلی کے ارکان کو آئی ایس آئی کے ایجنٹ قرار دیا۔ ارکان نے بھارتی فوج اور ٹاسک فورس کو مقبوضہ وادی میں انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کا مرتکب ٹھہرایا تھا۔

○ قومی اسمبلی میں اقلیتی ارکان نے دربار پنجہ صاحب حسن ابدال کی بجلی کاٹنے پر شدید احتجاج کیا۔ اور حکومت سے کہا کہ اگر حکومت دربار پنجہ صاحب کے بجلی کے بل ادا نہیں کر سکتی تو گوردوارہ سکھوں کے حوالے کر دیا جائے۔ وزیر پانی و بجلی نے بتایا کہ دربار صاحب کی بجلی بحال کر دی گئی ہے مگر جو بھی خواہ مسجد ہو یا گوردوارہ بل ادا نہیں کرے گا اسے بجلی نہیں ملے گی۔

دانتوں کا معائنہ
مفت
ڈینٹسٹ رانا مدثر احمد
4-30 تا 30-8 شام
احمد ڈینٹل کلینک
طارق مارکیٹ
اقصیٰ چوک ربوہ

مکان کرایہ کیلئے خالی ہے
مکان مشتمل بر پانچ کمرہ برآمدہ باورچی خانہ پانی سوئی گیس اور بجلی کی سہولت کے ساتھ بر قبہ دس مرلہ محلہ دارالبرکات نزد چرغہ ہاؤس کرایہ پر دینا درکار ہے
رابطہ فون: چنیوٹ 330162 - 0466
ربوہ 212876
میاں عزیز احمد سنجرا ایڈووکیٹ چنیوٹ

جرمن، لوکل اور کیوریٹو ہومیوپیتھک ادویات
مدر ٹنکچرز، پوٹینسیاں، چھوٹی درمیانی اور بڑی طاقتوں میں بائیوکیمک ادویات، سادہ گولیاں ٹکیاں شوگر آف ملک خالی ڈبیاں، ڈراپرز اور ہومیوپیتھک کتب نیز ہومیوپیتھک ڈاکٹر راجہ نذیر احمد ظفر صاحب کی ایجاد کردہ تمام ادویات، کیورز اور کورسز وغیرہ کے متعلق "ہیلتھ پیکج" لٹریچر مع کیوریٹو تشخیص فارم CDF ۱۵ روپے میں ہمارے سٹاکسٹوں سے حاصل کریں
فون سیلز 211283 کلینک 771 211054
فیکس 212299
کیوریٹو انٹرنیشنل ربوہ

بہتر تشخیص ○ خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ ○ مناسب علاج
فون: ۳۳۹۱ (۰۴۳۸)
ناصر کلینک مین بازار حافظ آباد
ہر قسم کے امراض مثلاً اٹھراء اولاد کا نہ ہونا (بانجھ پن، حمل کا گر جانا) نرینہ اولاد کی خواہش۔ ورم۔ لیکوریا۔ ایام کی بے قاعدگی۔ گردہ۔ مثانہ پتے کی پتھری اور بچوں کے امراض کی شافی علاج گاہ۔

جدید ڈیزائنوں میں اعلیٰ زیورات بنوانے کیلئے ہمارے ہاں تشریف لائیں
زیورات کی دنیا میں معروف نام
نسیم جیولرز
پروپرائیٹرز: میاں نسیم احمد طاہر، میاں فرید یوسف
اقصیٰ روڈ ربوہ
دکان: 212637 گھر: 212175